REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمن الرحیم　　نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم　　وعلی عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

جلد ۴۱　　شمارہ ۴۵

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

ہفت روزہ

قادیان

ایڈیٹر:- منیر احمد خادم

نائبین:- قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان

شرح چندہ
سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرونی ممالک:-
بذریعہ ہوائی ڈاک:- ۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک:- دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان-۱۴۳۵۱۶

۹ جمادی الاوّل ۱۴۱۳ھ　　۵ نبوت ۱۳۷۱ ہش　　۵ نومبر ۱۹۹۲ء

اخبار احمدیہ

بفضلہ تعالیٰ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔

احباب کرام پیارے آقا کی صحت و سلامتی درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں معجزانہ فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر رہے اور روح القدس سے آپ کی تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

جلسہ سالانہ قادیان

۲۶-۲۷-۲۸ فتح (دسمبر) ۱۳۷۱ ہش / ۱۹۹۲ء کی تاریخوں میں منعقد ہوگا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس سال جلسہ سالانہ قادیان ۲۶-۲۷-۲۸ فتح (دسمبر) ۱۳۷۱ ہش (۱۹۹۲ء) کی تاریخوں میں منعقد کئے جانے کی منظوری مرحمت فرما دی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ہر لحاظ سے جماعت کے لئے مبارک کرے۔ احباب اس عظیم الشان روحانی اجتماع میں شرکت کیلئے ابھی سے عزم کرتے ہوئے تیاری شروع فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ احباب کو پہلے سے بھی زیادہ تعداد میں جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۲ء میں شمولیت کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین۔

(ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

"لجنہ اماء اللہ بھارت کئی قسم کی مشکلات کے باوجود خدا کے فضل سے اچھا کام کر رہی ہے"

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا بصیرت افروز پیغام بر موقع اجتماع لجنہ اماء اللہ بھارت ۱۹۹۲ء

ذیل میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بصیرت افروز پیغام درج کیا جا رہا ہے جو حضور انور نے از راہ شفقت لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ بھارت کے ساتویں سالانہ اجتماع منعقدہ ۱۶-۱۷-۱۸ اکتوبر ۱۹۹۲ء کے موقع پر ارسال فرمایا ہے۔ (ادارہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم　　نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

لندن
۸-۱۰-۱۳۷۱/۱۹۹۲

پیاری بہنو اور بچیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کے ساتویں سالانہ اجتماع کے انعقاد کی خبر سن کر بے حد خوشی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ احمدیت کے دائمی مرکز قادیان میں اس موقع پر آپ سب کا جمع ہونا بے حد مبارک فرمائے۔ باہمی محبت و پیار کے ماحول میں نیک نصائح سننے اور ان پر عمل کرنے کے عزم کے ساتھ اس میں شامل ہوں۔ اور اس کی برکات سے بھرپور استفادہ کریں۔

لجنہ بھارت کی طرف سے مجھے جو رپورٹیں ملتی رہتی ہیں، ان کے مطالعہ سے ہمیشہ اس بات پر بے حد خوشی ہوتی ہے کہ لجنہ اماء اللہ بھارت کئی قسم کی مشکلات کے باوجود خدا کے فضل سے بڑا اچھا کام کر رہی ہے۔ لیکن تربیت کے لحاظ سے ابھی وہاں بہت زیادہ کمی ہے۔ اور اس طرف بہت توجہ کی ضرورت ہے۔ خصوصاً قادیان سے دور کے صوبوں کیرلہ، اڑیسہ وغیرہ میں تربیت کے بھاری کام ہونے والے ہیں۔ اگر مرکز سے کوئی وفد دو تین ماہ کے لئے ان علاقوں میں جا سکے اور وہاں مجالس میں بیٹھ کر کام کرے اور تربیت کے کاموں کا جائزہ لے اور رپورٹوں کے ذریعہ تخمینے لگانے کی بجائے حالات کا جائزہ لے کر موقعہ پر ہی مناسب پروگرام بنا کر تربیت کے کاموں کو چلا دیا جائے تو امید ہے اس سے اچھے نتائج نکلیں گے۔ اسی طرح کشمیر اور قادیان کے ماحول کی تربیت کے لئے اگر قادیان میں چھوٹے چھوٹے تربیتی کیمپ لگائے جائیں تو اس سے بھی بہت فائدہ ہوگا۔ اللہ آپ کو تاریخ ساز خدمتوں کی توفیق دے اور ہر آن حامی و ناصر ہو۔

والسلام

خاکسار

(دستخط) مرزا طاہر احمد

خلیفۃ المسیح الرابع

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر۔ نگران بورڈ بدر قادیان۔

لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۵ نبوت ۱۳۷۱ ہش

انسانی حقوق اور انسانی سیاست

بوسنیا ہرزیگوینا میں جو کچھ ہو چکا ہے اور جو ہو رہا ہے اس پر کچھ بے بس مسلم ممالک تو واقعی آنسو بہا رہے ہیں لیکن کچھ آنسو ایسے بھی بہہ رہے ہیں جنہیں مگرمچھ کے آنسو کہا جا سکتا ہے۔ سربین نسل کے باشندوں کے مظالم کے نتیجہ میں اب تک چودہ ہزار سے زائد بوسنیا کے مسلم باشندوں کو تہ تیغ کیا جا چکا ہے۔ عورتوں اور معصوم بچوں کو گھروں سے نکال نکال کر اجتماعی طور پر قتل کیا گیا ہے۔ کثرتِ اموات کے باعث تدفین کے لئے جگہ ملنی مشکل ہو گئی ہے۔ زخمیوں کی تعداد کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ آخر وہ کونسے ہسپتال ہوں گے جن میں ان معصوم زخمیوں کا علاج ہو رہا ہوگا۔ خدشہ ہے کہ آئندہ موسمِ سرما میں چار لاکھ سے زائد بوسنیائی مسلمان بھوک کے مارے ہلاک ہو جائیں گے۔ حد یہ ہے کہ یہ تمام دردناک واقعات اقوامِ متحدہ کی امن فوج کی موجودگی میں ہو رہے ہیں۔

سربین باشندوں نے عرصہ چھ ماہ سے "نسلی صفائی" کے نام پر بوسنیا کے مسلمانوں کا یہ قتلِ عام اس دعویٰ کے ساتھ شروع کر رکھا ہے کہ بوسنیا کا ستر فیصد علاقہ ان کی ملکیت ہے۔ جس پر بقول ان کے ناجائز طور پر بوسنیا کے مسلمان قابض ہیں۔ سربین باشندوں کا یہ دعویٰ اور اس کے مطابق ان کی طرف سے بوسنیا کے مسلمانوں کا قتلِ عام بہت حد تک عراق اور کویت کے اس معاملہ سے ملتا جلتا ہے جبکہ عراق نے کویت پر اپنا حق جتا کر بغیر خون خرابے کے قبضہ کر لیا تھا۔ لیکن اس موقعہ پر کویت کی ہمدردی میں آنسو بہانے والی طاقتوں نے مل کر عراق کا ستیاناس کر کے رکھ دیا تھا۔ اور کہا گیا تھا کہ یہ قطعاً برداشت نہیں کیا جا سکتا کہ کوئی ملک کسی دوسرے ملک پر (خواہ پہلے سے اس کا دعویٰ بھی اس پر رہا ہو) قبضہ کر لے یا اس کے باشندوں پر ظلم کرے۔ چنانچہ عراق پر جو بیتی اور جس طرح اس کی ملکی طاقت کو ختم کر دیا گیا اس سے تمام دنیا واقف ہے۔ معصوم بچوں کو، ہسپتال میں زیر علاج مریضوں کو، امن پسند شہریوں کو، اتحادیوں کے طیاروں نے میزائیلوں اور دیگر ہتھیاروں سے نیست و نابود کر دیا تھا۔ اور اس بمباری میں اقوامِ متحدہ کی طرف سے پاس کردہ ان قوانین کا بھی لحاظ نہیں رکھا گیا تھا جن میں جنگ کے شعلوں سے امن پسند شہریوں اور اُن کی اشیاء کو نقصان نہ پہنچانے کے لئے کہا گیا ہے۔

امریکہ اور اُس کے اتحادیوں کی کویت کے عوام سے ہمدردی اس لئے نہیں تھی کہ وہ کویت کو انصاف دینا چاہتے تھے بلکہ اس کارروائی کے پیچھے یہ جذبہ کارفرما تھا کہ کہیں عراق اس ریجن پر مکمل بالادستی حاصل نہ کر لے۔ اس لئے اسے مکمل طور پر تباہ کر کے ترقی کے لحاظ سے کئی سال پیچھے پھینک دیا جائے۔ اگر ہماری یہ بات درست نہیں ہے تو کیا وجہ ہے کہ بوسنیا کے مظلوم و معصوم انسانوں کے لئے یہی ہمدردی نہیں دکھائی گئی۔ کیا وجہ ہے کہ سربین نسل کے باشندوں اور یوگوسلاویہ کے خلاف بالکل عراق کی طرح کی فوجی کارروائی نہیں کی گئی۔ دنیا کو دکھانے کے لئے یوگوسلاویہ کو صرف اقوامِ متحدہ کی رُکنیت سے معطل کر دیا گیا ہے۔ اور اس کے کھلاڑیوں کو بعض بین الاقوامی کھیل کے مقابلوں میں حصہ لینے سے روک دیا گیا ہے۔ اور اس ہلکے سے ایکشن سے ان طاقتوں کا اپنا فائدہ یہ بھی ہے کہ تا نسلی امتیاز کی یہ آگ کہیں دوسرے یورپین ممالک اور خود امریکہ میں بھی نہ بھڑک اُٹھے۔ جس کا ہلکا سا نظارہ ابھی حال ہی میں چند ماہ پیشتر امریکہ کے شہر لاس اینجلز میں دنیا نے دیکھا۔ جس کے نتیجہ میں جانی نقصان کے علاوہ اربوں ڈالر کا مالی نقصان بھی ہُوا۔ اور فوری طور پر امریکہ نے نسلی فسادات کی اس آگ کو بُجھا دیا۔ لیکن کیا بوسنیا کے معصوم مُسلمانوں کا خون اتنا ہی سستا ہے کہ آج تک انسانی حقوق کے یہ ٹھیکیداران انسانوں کے بہتے ہوئے خون کو روک نہیں سکے۔ یہی حال بوسنیا کے مُسلمانوں کا ہے اور یہی حال فلسطین کے مظلوم مسلمانوں کا ہے۔ جن کی نہ کہیں شُنوائی ہے اور نہ ہی انصاف۔ بوسنیا کے معاملہ میں تو امریکہ نے صاف کہا ہے کہ وہ اس میں مداخلت کر کے ایک اور ویتنام کی جنگ نہیں شروع کرنا چاہتا۔ حالانکہ تمام دُنیا جانتی ہے کہ جس وقت ویتنام کی جنگ لڑی گئی تھی اُس وقت امریکہ کے مقابلہ پر سوویت یونین اور چین جیسی طاقتیں تھیں۔ لیکن آج جبکہ سوویت یونین کا وجود باقی نہیں رہا اور نہ ہی اکیلے چین میں اتنا دم ہے کہ وہ امریکہ اور اس کے اِتحادیوں کا مقابلہ کر سکے تو اَب ویتنام کی طرح کی جنگ کیسے چھڑ سکتی ہے؟

پس چونکہ اپنا مفاد نظر نہیں آتا اس لئے مظلوم انسانوں کی مدد نہ کرنے کے یہ بہانے ہیں۔ ایک طرف تو انسانی حقوق کے علمبردار ہونے کا دعویٰ بھی کیا جاتا ہے اور دوسری طرف سیاسی چالوں کو استعمال کرتے ہوئے جن انسانوں کو تہ تیغ کرنا ہو انہیں تہ تیغ بھی کر دیا جاتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ بعض بین الاقوامی اِدارے انسانی حقوق کے قیام کے سلسلہ میں قابلِ تعریف کوششیں بھی کر رہے ہیں لیکن ان کی یہ کوششیں انہی بڑی طاقتوں کے زیرِ اثر ہیں۔ انسانی حقوق کے ان کے پیمانے مختلف ہیں۔ اپنے ممالک میں رہنے والے انسانوں کے حقوق اور ہیں اور دوسرے ترقی پذیر ممالک میں رہنے والے انسانوں کے حقوق اور ہیں۔ گورے انسانوں کے حقوق اَور ہیں اور کالے انسانوں کے حقوق اَور ہیں۔ یورپین انسانوں کے حقوق اَور ہیں اور ایشین انسانوں کے حقوق اَور ہیں۔ اگر ایشین ممالک کے حکمران اپنے عوام پہ وہی زیادتی کریں جو یہ خود بعض جگہوں پر کر رہے ہوں تو ان کے نزدیک وہ ممالک اپنے عوام پر بے جا ظلم کر رہے ہیں۔ چنانچہ ایمنسٹی انٹرنیشنل نے ہندوستان کے تعلق سے یہ رپورٹ شائع کی ہے کہ یہاں عوام پر پولیس حراست میں تشدد کیا جاتا ہے جس کے باعث کئی لوگوں کی موت ہو گئی۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل کی طرف سے اس کا کڑا نوٹس لیا گیا ہے جس کے باعث ۱۴ ستمبر کو وزیراعظم نرسمہاراؤ نے بعض صُوبوں کے وزرائے اعلیٰ کی میٹنگ طلب کی جس میں غیر ملکی تنظیموں کے اِس احساس کو یاد دلاتے ہوئے بھارت میں انسانی حقوق کمیشن کی بات رکھی جسے منظور بھی کر لیا گیا ہے۔ انسانی حقوق سے متعلق بین الاقوامی اداروں کا ہندوستان کو اِس امر کی طرف توجہ دلانا اگرچہ بادی النظر میں نہایت حسین معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اگر اَور جگہوں پر ایسے ہی مظالم کا ایسی ہی سختی سے نوٹس نہ لیا جائے تو اس کو آپ انسانی حقوق کا قیام کہیں گے یا خود غرض انسانوں کی سیاست کہیں گے؟ گہری نظر سے دیکھنے والے جانتے ہیں کہ اُن کے ایسے اقدامات قطعاً انسانی ہمدردی پر مبنی نہیں ہیں۔ بلکہ ان کے پیچھے ان ممالک کی کوئی نہ کوئی سیاسی چال کارفرما ہوتی ہے۔ جہاں ان کے مفادات وابستہ ہوں فوراً انسانی ہمدردی جاگ اُٹھتی ہے اور جہاں ان کی سیاست کو نقصان کا اندیشہ ہو وہاں ان کی انسانی ہمدردی ایسی غفلت کی نیند سو جاتی ہے کہ جگانے سے بھی نہیں جاگتی۔

اصل بات یہ ہے کہ دُنیا میں کوئی بھی طاقت، کوئی بھی ملک یا کوئی بھی نظام سوائے اسلام کے، حقوقِ انسانی کا قیام نہیں کر سکتا۔ اس کی دو بڑی وجوہات ہیں۔ ایک تو یہ کہ یہ تمام نظام خواہ وہ کسی مذہب، خطہ یا سوسائیٹی سے ملحق ہیں، اپنے آپ کو عالمگیر نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ اسلام کے سوا کسی مذہب کا یہ دعویٰ نہیں کہ وہ عالمگیر ہے۔ پھر کس طرح اُن کی سوچیں عالمگیر ہو سکتی ہیں؟ دوسری بڑی وجہ یہ ہے کہ ان میں سے کسی کا بھی یہ عقیدہ نہیں ہے کہ خدا کے حضور میں اپنے اعمال کا حساب کتاب دینا ہوگا۔ صرف اسلام نے ہی عالمگیر طور پر تمام دُنیا کو اس طرح اپنے پَروں کے نیچے لینے کا حکم دیا ہے کہ اگر کسی بھی انسان کی حق تلفی ہوئی تو احکم الحاکمین کے حضور اس کا جواب دینا ہوگا۔ قرآنِ حکیم میں اللہ فرماتا ہے:-

- "ہم نے بنی آدم کو بہت شرف بخشا ہے۔" (بنی اسرائیل: آیت ۷۱)
- "اے لوگو! ہم نے تم کو مرد و عورت سے پیدا کیا اور تم کو کئی گروہوں اور قبائل میں صرف اس لئے تقسیم کیا کہ تا تم ایک دُوسرے کو پہچانو (ورنہ یہ رنگ، نسل اور خطہ کا امتیاز کسی فضیلت کے نتیجہ میں نہیں) الحجرات: ۱۴)
- اسی طرح سُورہ طٰہٰ میں فرمایا کہ اولادِ آدم کا اِس دُنیا میں حق ہے کہ اس کی بھوک مٹے۔ اس کے لباس کا انتظام ہو۔ اس کی پیاس بجھے اور اس کے لئے مناسبِ حال مکان ہو۔

اِس قرآنی تعلیم کی روشنی میں رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے دسویں سال اپنے تاریخی خطبہ حجۃ الوداع میں جو زرّیں ارشادات بیان فرمائے تھے (باقی صفحہ ۱۵ پر)

خطبہ جمعہ

عبادت کا مغز حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ عبادت میں بقا حاصل کرنے کی کوشش کریں

تمام ذیلی تنظیموں کو اس بات پر مستعد ہو جانا چاہیئے کہ ان کا کوئی ممبر بے نمازی نہ رہے

نماز کو زندہ کرنے کا اصل ذریعہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ہم آہنگی پیدا کریں

از سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱۱ تبوک ۱۳۷۱ ہش مطابق ۱۱ ستمبر ۱۹۹۲ء بمقام ناصر باغ جرمنی

تشہد و تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

گزشتہ کچھ عرصہ سے تبتل الی اللہ کے مضمون پر خطبات کا ایک سلسلہ جاری ہے جس میں میں جماعت کو تفصیل کے ساتھ یہ سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ جب ہم سے یہ توقع رکھتا ہے کہ ہر دوسرے سے کٹ کر خدا ہی کے ہو رہو تو دوسروں سے کٹنے سے مراد کیا ہے؟ زندگی کے کن کن شعبوں میں انسان کی راہ میں کون کون سے بُت حائل ہوتے ہیں جو اللہ کی راہ کو روک دیتے ہیں اور خدا کی طرف بندے کے انقطاع کے رستے میں حائل ہو جاتے ہیں۔ یہ سلسلہ چونکہ پاکستان بھی اور ہندوستان بھی اور مشرق کے دُور دراز ممالک تک بھی ممتد تھا یعنی وہاں تک یہ آواز بھی پہنچ رہی تھی اور تصویریں بھی اس لئے میں نے یہ سوچا ہے کہ اس وقت تک اسے عارضی طور پر بند کر دیا جائے جب تک کہ دوبارہ ان تمام ممالک سے رابطہ قائم نہ ہو جائے جن کو اس مضمون سے اس حد تک آشنائی حاصل ہو چکی ہے کہ جب دوبارہ خطبات کا عالمی ٹیلی وائز (TELEVISE) نظام شروع کیا جائے تو وہ یہ محسوس نہ کریں کہ اس عرصہ میں بہت سے اس سلسلہ کے ایسے خطبات تھے جن سے ہم محروم رہ گئے ہیں اس لئے سفر کے دوران جب تک یہ سلسلہ منقطع ہے میرا خیال ہے کہ متفرق اُمور پر مختلف ممالک کی جماعتوں کو حسب حالات اُن باتوں کی طرف توجہ دلاؤں گا جو باتیں خصوصیت کے ساتھ ان کی توجہ کی مستحق ہوں جرمنی کے نقطۂ نگاہ سے میں نے چند اُمور نوٹس کی صورت میں لکھے ہیں اس سلسلہ میں بعض ایسے دوستوں نے مجھے توجہ دلائی جو پاکستان سے جرمنی کے دورے پر تشریف لاتے رہے ہیں اور بلا کم و کاست بے لاگ انہوں نے جو کچھ محسوس کیا اس سلسلہ میں مجھے بھی متوجہ کیا

سب سے اہم بات

جس کی طرف توجہ دلائی گئی ہے وہ نمازوں میں سستی ہے مجھے بتایا گیا ہے کہ بہت سے نوجوان ایسے ہیں جنہوں نے ابھی تک نمازوں کی طرف کماحقہٗ توجہ نہیں شروع کی حالانکہ عبادات کے متعلق میں نے لمبے عرصہ تک مسلسل خطبات دیئے اور جماعت کو ہر پہلو سے یہ سمجھانے کی کوشش کی کہ جب تک جماعت عبادت پر قائم نہیں ہو جاتی نہ احمدیت کسی کو فائدہ پہنچا سکتی ہے نہ اس کے دنیا میں غلبہ پانے کے کوئی معنی ہیں کیونکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (سورہ الذاریات: آیت ۵۷) کہ میں نے عبادت کی غرض کے سوا کسی اور غرض سے انسان کو پیدا نہیں کیا۔ انسان اور جن کو پیدا کیا ہے تو عبادت کی غرض سے کیا ہے پس اگر انسان کی پیدائش کی غرض ہی پوری نہ ہو تو باقی ساری باتیں ثانوی حیثیت رکھتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا اس جماعت سے تعلق ہے اور اسی سے رہے گا جو اس کی عبادت کا حق ادا کرتی ہے اور جب تک وہ یہ حق ادا کرنے کی کوشش کرتی رہے گی اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور اس کے فضل اور اس کی نصرتیں ایسی جماعت کے شامل حال رہیں گی

اگرچہ یہ درست ہے کہ آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ قیام عبادت کے لحاظ سے تمام دنیا کی دوسری مذہبی جماعتوں میں ایک نمایاں حیثیت رکھتی ہے۔ صرف عبادت کے ظاہر ہی کو نہیں پکڑتی بلکہ اس کی روح سے بھی فائدے کی کوشش کرتی ہے۔ جماعت کی بھاری اکثریت ایسی ہے جس نے رفتہ رفتہ عبادت کے مضمون کو سمجھ لیا ہے اور مسلسل کوشش کر رہی ہے کہ محض ظاہری طور پر کھڑے ہونا اور رکوع کرنا اور کھڑے ہونا اور سجدے میں گرنا عبادت نہ رہے بلکہ رُوح بھی ساتھ خدا کے حضور قیام پکڑے۔ روح بھی رکوع کرنے والے کے ساتھ رکوع میں جائے اور پھر کھڑے ہونے والے کے ساتھ خدا کے حضور ایستادہ کھڑی ہو جائے اور پھر جھکنے والے کے ساتھ خدا کے حضور سجدہ ریز ہو جائے۔

یہ جسم اور رُوح کی وہ اکٹھی عبادت ہے جو حقیقت میں انسان کی زندگی میں ایک عظیم انقلاب پیدا کر دیا کرتی ہے۔ وہ لوگ جو محض کھڑے ہونے اور جھکنے اور سجدہ کرنے کو عبادت سمجھتے ہیں یا ہونٹوں سے بعض لفظوں کو ادا کرنے کو عبادت سمجھتے ہیں اُن کی ساری زندگی بھی عبادت میں صرف ہو جائے تو ان کو کچھ حاصل نہیں ہوتا' صرف اتنا ہی حاصل ہو سکتا ہے کہ وہ یہ سوچتے ہوئے مریں گے کہ ہم نے خدا کی خاطر اس کے حکم کی پابندی کی ہے مگر اس حکم سے کیا فائدہ پہنچنا تھا اس سے ان کو کوئی غرض نہیں۔ اسی لئے میں نے جماعت احمدیہ کو بار بار یہ سمجھایا کہ نماز کیا ہوتی ہے۔ کس طرح پڑھنی چاہیئے۔ کیا کیا ضروریات ہیں جن کو پورا کئے بغیر نماز مکمل نہیں ہوتی اور نماز کے دوران کیسی جدوجہد کی ضرورت ہے جو زندگی بھر انسان کے ساتھ رہتی ہے تاکہ نماز پڑھنے والا پہلے سے بڑھ کر نماز سے فائدہ اُٹھانے کی استطاعت مسلسل حاصل کرتا چلا جائے۔ اس لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ

اگرچہ دنیا میں بہت سے نمازی ہیں

ایسے فرقے بھی ہیں جو نماز کی ظاہری پابندی میں جماعت احمدیہ کو بھی شرماتے ہیں لیکن وہ ایک ظاہری خول سا ہے جس کے اندر کوئی زندہ رُوح دکھائی نہیں دیتی۔ وہابی فرقے کے لوگ ہیں جو بڑی بھاری تعداد میں بہت بڑی اکثریت میں نمازیں ادا کرتے ہیں۔ مگر اُٹھنا بیٹھنا نماز کا نام ہے رُوح کے اندر کوئی پاک تبدیلی پیدا نہیں ہوتی جو ان کے اخلاق پر اثر انداز ہو دیکھنے والا یہ محسوس کر سکے کہ یہ خدا والے لوگ ہیں ان کے اندر بنی نوع انسان کی ہمدردی پیدا ہو۔ اللہ تعالیٰ سے محبت اور تعلق بڑھتا چلا جائے۔

یہ علامتیں جو زندہ عبادت کی علامتیں ہیں یہ اُن میں دکھائی نہیں دیتیں پس اس پہلو سے جب میں کہتا ہوں کہ جماعت احمدیہ عبادت کے لحاظ سے دنیا میں بے مثل ہے تو محض ایک زبانی دعویٰ نہیں بلکہ حالات پر نظر ڈالتے ہوئے حقیقت کے طور پر یہ بات بیان کرتا ہوں لیکن ساتھ ہی اس طرف بھی نظر جاتی ہے اور یہ بھی ایک تلخ حقیقت ہے کہ جماعت میں نوجوانوں

کا ایک ایسا طبقہ ہے جو نمازوں سے غافل ہے۔ جس نے ظاہر کی نماز ادا نہیں کی اُس کی باطن کی نماز کیسے ہو سکتی ہے۔ اگرچہ ایسے نماز نہ پڑھنے والے بعض دوسری باتوں میں دین سے محبت کی علامات رکھتے ہیں۔ مالی قربانی بھی پیش کر دیتے ہیں۔ جانی اور وقت کی قربانی بھی پیش کر دیتے ہیں لیکن جب نمازوں کا وقت آتا ہے تو اُن سے غافل ہو جاتے ہیں۔ گھروں میں بھی نمازوں کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ باجماعت نماز کے لئے جب مواقع میسّر آتے ہیں تو سستی اور غفلت کی حالت میں نماز میں شامل ہوتے ہیں۔ قرآن کریم نے اس چیز کو ایک بہت بڑی غلطی قرار دیا ہے۔ بہت بڑا گناہ قرار دیا ہے فرماتا ہے: ایسے نماز پڑھنے والے جن کا دل نماز میں نہ ہو، جو سنجیدگی کے ساتھ نماز میں خدا تعالےٰ کے حضور حاضر ہو کر اُس کے آداب بجا نہیں لاتے غفلت کی حالت میں کھڑے ہوتے ہیں اور غفلت ہی کی حالت میں سلام پھیر کر چلے جاتے ہیں۔ فرمایا: اُن کی حالت یہ ہے کہ لَآ اِلٰی هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰی هٰٓؤُلَآءِ۔ نہ وہ اس طرف کے لوگ ہیں نہ وہ اس طرف کے لوگ ہیں۔ نہ دین کے رہے نہ دنیا کے رہے جس طرح ایک شاعر نے کہا ہے ؎

نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے ٭ نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم

تو ایسی باتوں کا کیا فائدہ جو دنیا والوں سے بھی انسان کو توڑ دیں اور خدا سے بھی تعلق قائم نہ کرا سکیں پس

عبادت کی طرف توجہ کرنا زندگی کا اہم ترین فریضہ ہے

عبادت کے قیام ہی کی خاطر حقیقت میں دنیا میں مذاہب آئے اور تمام مذاہب کی ریڑھ کی ہڈی عبادت رہی ہے اور تمام مذاہب کی سب سے پہلی اور سب سے اہم تعلیم عبادت ہی تھی چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے:

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ۔ (سورہ البینہ: آیت ۶)

کہ دنیا میں کوئی بھی ایسا مذہب نہیں آیا جسے خدا نے یہ ہدایت نہ کی ہو کہ عبادت پر قائم ہو جاؤ۔ اللہ کی عبادت کرو مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ: دین کو خدا کی خاطر خالص کرتے ہوئے اُس کی عبادت کرو۔ حُنَفَآءَ لِلّٰه کے لفظ بھی آتے ہیں اللہ کی طرف جھکتے ہوئے، ایسی حالت میں جھکتے ہوئے کہ جب گرو خدا کی طرف گرو۔ تو جب دنیا کے ہر مذہب کو عبادت ہی کے قیام کی خاطر پیدا کیا گیا تو احمدیت اس کے سوا اور کوئی مقصد نہیں رکھتی نہ رکھ سکتی ہے عبادت پر اگر افراد قائم ہو جائیں یا جماعتیں قائم ہو جائیں اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ظاہر کو بھی سنجیدگی سے اُس کے تمام لوازمات کے ساتھ ادا کریں اور باطن میں بھی اپنے نفس میں بار بار ڈوب کر دیکھتے اس بات کی تلاش میں رہیں کہ عبادت کے نتیجہ میں ان کی روح میں کوئی تبدیلی ہو رہی ہے کہ نہیں اللہ تعالےٰ کی یاد واقعتہً دل پر اثر انداز ہو رہی ہے کہ نہیں۔ دل پر تموّج کی کوئی کیفیت آتی ہے کہ نہیں۔ اگر وہ اس طرح نمازیں ادا کریں تو یقیناً وہ نمازیں نہ صرف خود کھڑی ہو جائیں گی بلکہ پڑھنے والے کو بھی مستحکم کر دیں گی اور اس کے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنی شروع کر دیں گی جو لوگ اس طرح نماز نہیں پڑھتے ان کو نمازمیں لُطف نہیں آتا اور لُطف نہ آنے کے نتیجہ میں وہ نماز سے اور بھی زیادہ غافل ہوتے چلے جاتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ مفت کی ایک بیگار سی ہے باقی باتوں میں ہم ٹھیک ٹھاک ہیں چندہ بھی دے دیتے ہیں۔ وقار عمل بھی کر لیتے ہیں، جماعت کے فنکشنز پر، تقریبات پر بھی چلے جاتے ہیں کہ چلو کوئی بات نہیں۔ نماز نہ سہی یہ بالکل جھوٹا تصوّر ہے۔ بالکل باطل بے حقیقت۔ اگر نماز نہیں تو باقی کسی چیز کی بھی کوئی حقیقت نہیں کیونکہ نماز خدا سے تعلق قائم کرتی ہے اور جس کا خدا سے تعلق نہیں اس کے چندے دینا بھی بے معنی ہے اس کا وقار عمل کرنا بھی بے معنی ہے اس کی ساری باتیں سرسری اور ایک ظاہری حیثیت اختیار کرتی ہیں۔ ان میں کوئی جان اور کوئی زندگی نہیں ہوتی کیونکہ وہ خدا کو پسند نہیں آتیں۔

عبادت کے قیام کے سلسلہ میں بہت سی باتیں میں پہلے بیان کر چکا ہوں جن کو دوہرانے کی ضرورت نہیں سمجھتا لیکن اتنا ضرور بتانا چاہتا ہوں کہ عبادت کرنے والا اگر ہمیشہ اپنے نفس میں اس بات کی تلاش کرتا رہے کہ نماز کے دوران میرا خدا تعالےٰ سے براہ راست کچھ تعلق قائم ہوا یا نہیں، کوئی رابطہ بنا یا نہیں بنا اور اس تعلق اور رابطے کے نتیجہ میں میرے دل میں کوئی تحریک پیدا ہوئی ہے، کوئی تموّج پیدا ہوا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ جب آپ کسی محبوب سے ملاقات کے لئے جاتے ہیں یا دنیا کے لحاظ سے کسی بڑے آدمی سے ملاقات کے لئے جاتے ہیں خواہ وہ محبوب ہو یا نہ ہو تو جانے سے پہلے ہی خیالات عموماً ایسی ملاقات کے خیال میں گم رہتے ہیں اور خیالات کئی قسم کی باتیں سوچتے ہیں یعنی ذہن کئی قسم کی باتوں کو سوچتا ہے اور خیالات ان باتوں میں گم ہوتے ہیں کہ ہم یہ بھی کہیں گے اور وہ بھی کہیں گے۔ اگر شکایت ہے تو یہ شکایت کریں گے اگر کوئی طلب ہے تو فلاں بات طلب کریں گے اور جب ملاقات شروع ہوتی ہے تو بعض دفعہ ملاقات کا اپنا لُطف اُن کے مزاج پر، اُن کے دماغ پر، اُن کے دل پر اس حد تک غالب آجاتا ہے کہ وہ ساری سوچی ہوئی باتیں اَن کہی رہ جاتی ہیں اور انسان بغیر کہے ہی اُٹھ کر آجاتا ہے لیکن یہ کیفیت اس لئے ہے کہ انسان کے ذہن پر اُس ملاقات کے کرنے کا خاص اثر ہوا کرتا ہے یعنی ملاقات سے پہلے ہی وہ اثر اُس کے ذہن اور دل پر قبضہ جما لیتا ہے اور اُس کے نتیجہ میں انسان وہ باتیں بھی نہیں کہہ سکتا جو اس نے کہنی ہوتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا تصور

اگر صحیح ہو تو انسان کے دل و دماغ پر اتنی قوت کے ساتھ قبضہ جائے گا کہ اس کی کوئی اور مثال دنیا میں دکھائی نہیں دے گی اور یہ ایک ایسی چیز ہے جو اگر عارف باللہ کے حالات پر غور کیا جائے تو عارف باللہ کے آئینے سے دکھائی دے سکتی ہے۔ روزمرہ کی زندگی میں عام انسان اس حقیقت کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے متعلق یہ بتایا جاتا ہے اور احادیث میں لکھا ہے کہ جب آپ نماز نہیں بھی پڑھ رہے ہوتے تھے تو دل نماز میں اٹکا ہوتا تھا یہ وہی کیفیت ہے جو میں نے بیان کی ہے کہ خدا کے حضور باقاعدہ حاضری دینے کا تصوّر اتنا پیارا لگتا تھا اور اس سوچ میں آپ گم رہتے تھے کہ کب میں جاؤں گا اور اس باقاعدہ نماز کی حالت میں کیا کیا باتیں کروں گا اور پانچ وقت نہیں پانچ وقت سے زیادہ مرتبہ آپ خدا کے حضور باقاعدہ حاضر ہوتے تھے لیکن تعلق کا یہ عالم تھا اور خدا کی عظمت کا ایک ایسا عظیم اثر آپ کے دل پر مسلط تھا، قائم ہو چکا تھا کہ ہر روز کی بار بار کی ملاقات بھی اس اثر میں کمی پیدا نہیں ہونے دیتی تھی، اس جذبے کو ہلکا نہیں کر سکتی تھی بلکہ جہاں تک آپ کی عبادات کا حال درج ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دن بدن یہ تعلق بڑھتا ہی گیا اور دل نمازوں میں ہی اٹکا رہا۔ پس یہ ایک ایسی چیز نہیں ہے جو صرف بیان کرنے سے آجائے۔ یہ دل کے ایک اندرونی تجربے کا نام ہے اور دل کا یہ اندرونی تجربہ حاصل کرنے کے لئے محنت کرنی پڑے گی اور صحیح طریق پر صحیح رُخ پر قدم اُٹھانے پڑیں گے۔ اس لئے میں کوشش کرتا ہوں کہ جیسے بچے کو ہاتھ پکڑ کر چلایا جاتا ہے اسی طرح جماعت کو بار بار ہاتھ پکڑ پکڑ کر چند قدم چلا کر دکھاؤں کہ اس طرف نماز کا رُخ ہے حقیقی نماز یہاں نصیب ہوتی ہے اور اس طرح ادا کی جاتی ہے۔ پس وہ لوگ جو نمازوں میں سست ہیں بہت بڑے محروم ہیں انہوں نے اپنی زندگیاں ضائع کر دیں اور آئندہ کے لئے بھی ان کو کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔

جماعت جرمنی کو اس امر کی طرف خصوصیت کے ساتھ توجہ کرنی چاہئے اور تمام ذیلی تنظیموں کو بھی اس بات پر مستعد ہو جانا چاہئے کہ ان کا کوئی ممبر بھی بے نمازی نہ رہے اور جہاں تک افراد کا تعلق ہے جیسا کہ میں نے آپ کے سامنے یہ بات رکھی ہے کہ نماز کے وقت آپ اگر صرف یہ کوشش کریں کہ نماز میں کوئی ایک حالت آپ کو ایسی نصیب ہو جائے کہ خدا تعالےٰ سے بات کرتے ہوئے آپ کے دل میں ایک تموّج پیدا ہو، ایک تحریک پیدا ہو جیسے کسی پیارے سے جب آپ ملتے ہیں تو اس کی بعض باتیں یاد رہ جاتی ہیں۔

ان ملاقاتوں کے بعض لمحات دل پر ایسے نقش ہو جاتے ہیں کہ انسان ہمیشہ ان کی سوچوں سے ہی لطف اندوز ہوتا رہتا ہے۔ نماز میں بھی کچھ اس قسم کی کیفیات پیدا ہونی ضروری ہیں

وہی نمازیں زندہ ہیں جو دل میں حرکت پیدا کردیں

جو ایک ایسا تموّج پیدا کردیں جس کی لہریں دیر تک باقی رہیں
اور آپ کے دل و دماغ میں ان کی نغمگی گونجتی رہے

ان کا ترنم آپ کو لطف پہنچاتا رہے یہ جو نغمگی اور ترنم ہیں یہ تموّج ہی کے دوسرے نام ہیں تموّج کا مطلب ہے لہریں پیدا ہونا لیکن اگر لہریں خاص سلیقے سے پیدا ہوں، اُن کے اندر آپس کی ایک ہم آہنگی پائی جائے، نظم و ضبط پایا جائے تو اسی کا نام موسیقی ہے آپ نے اچھے گانے والے بھی سنے ہیں۔ بُرے گانے والے بھی سُنے ہیں۔ شاید آپ کو کبھی یہ علم نہ ہو سکا ہو کہ بعض آوازیں آپ کو کیوں پسند آتی ہیں اور بعض آوازیں کیوں پسند نہیں آتیں۔ وجہ یہ ہے کہ جن آوازوں کو آپ پسند نہیں کرتے ان کے اندر کوئی اندرونی ہم آہنگی نہیں ایک لہر چھوٹی سی اُٹھی ہے دُوسری بڑی اُٹھی تیسری درمیان میں کہیں چلی گئی اور آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ مزاج نہیں ملتے ورنہ اچھے پڑھنے والوں کی آوازوں میں بھی چھوٹی لہریں بھی ہوتی ہیں۔ بڑی لہریں بھی ہوتی ہیں درمیانی لہریں بھی ہوتی ہیں لیکن ان کے آپس کے رابطوں میں ایک ہم آہنگی پائی جاتی ہے، مزاج ملتے ہیں اور جب آوازوں کے مزاج ملیں تو وہ لطف پیدا کردیتی ہیں اسی طرح جب انسان کے انسان سے مزاج مل جائیں تو لطف پیدا ہوجاتا ہے۔ وہ بھی ایک قسم کی میوزک ہے۔ ایک ایسا آدمی جو آپ کو پسند نہ ہو اس کے ساتھ بیٹھنا سوہانِ روح ہو جاتا ہے۔ بعض دفعہ عذاب کی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے جتنی دیر آپ اس کی مجلس میں بیٹھتے ہیں مصیبت بڑی ہوتی ہے۔ وہ بھی دراصل ایسا ہی ہے جیسے ایک بُری آواز والے کی آواز بیٹھے سُن رہے ہوں بُری آواز والے کی آواز کے اندر اندرونی ہم آہنگی نہیں ہوتی اور آپ کے دل میں خدا تعالٰے نے میوزک کا جو ایک تصور ثبت کر رکھا ہے یعنی نغمگی ایسی چیز نہیں ہے جو محض باہر سے آتی ہے۔ اللہ تعالٰے نے انسانی دل میں نغمگی کا ایک تصور ثبت کیا ہوا ہے اور اس تصور کے ساتھ جب بیرونی نغمگی یا گانا ہم آہنگ ہو جاتے ہیں تو انسان کو اتنا لطف محسوس ہوتا ہے کہ اس لطف میں بعض دفعہ وہ ECSTASY میں چلا جاتا ہے ایسی کیفیات میں چلا جاتا ہے جسے لوگ جذب کی حالت کہتے ہیں اور وہ ہمیشہ یاد رہتی ہے۔ تفصیل کے ساتھ یہ مثال میں آپ کو اس لئے دے رہا ہوں کہ نماز میں بھی خدا کی ذات کے ساتھ ایسی ہی ہم آہنگی ہونی ضروری ہے تب نماز میں نغمہ پیدا ہوگا اور جب نغمے کی وہ لہریں پیدا ہوں گی تو وہ پھر ہمیشہ یاد رہیں گی۔ اپنے پیاروں کے ساتھ ملنے میں وہ نغمہ پیدا ہوتا ہے اور وہی آپ کے لُطف کا موجب بنتا ہے ورنہ دو آدمی پاس پاس بیٹھے ہوئے ہیں اور اس سے زیادہ اگر اور کچھ بھی نہ ہو کہ وہ شخص جو ہم مزاج نہیں ہے وہ بھی خاموش ایک طرف بیٹھا ہو اور آپ بھی ایک طرف بیٹھے رہیں تو پھر بھی آپ کے اندر ایک مغائرت پیدا ہوگی ایک تناؤ پیدا ہوگا۔ گھبراہٹ ہوگی کہ کب یہ مصیبت گلے سے اُترے، کب یہاں سے اُٹھ کر جائے تو میں تنہائی کا لُطف محسوس کروں لیکن ایک پیارا شخص بھی اُسی طرح اُسی فاصلے پر بیٹھا ہو اسی طرح خاموش بیٹھا ہو تو آپ کا دل نہیں چاہے گا کہ وہ اُٹھ کر جائے۔ وہ کیا چیز ہے جس نے آپ دونوں کو اس زور کے ساتھ باندھا ہے۔ وہ آپ دونوں کے نفوس کی ہم آہنگی ہے۔ یہ ایک قسم کی میوزک ہے جو خدا تعالٰے نے انسان کو ودیعت فرمائی ہوئی ہے اور بغیر آواز کے بھی اس کا لطف محسوس ہوتا ہے۔ تو

نماز کو زندہ کرنے کا اصل ذریعہ

یہ ہے کہ اللہ تعالٰے سے ہم آہنگی پیدا کریں اور ہم آہنگی پیدا کرنے کے لئے نماز کے محض چند لمحات کافی نہیں ہوں گے۔ اپنی زندگی کے روزمرّہ کے حالات میں یہ ہم آہنگی پیدا کی جاتی ہے بار بار خدا کی طرف توجہ اُچھل اُچھل کر دوڑے اور ہر بات پر کچھ نہ کچھ خدا کا خیال دل میں پیدا ہونا شروع ہو جائے کھانا کھاتے ہوئے جب آپ اچھی چیز کھاتے ہیں تو کبھی یہ سوچ لیں کہ یہ مزا کیا ہے۔ یہ خوشبو کیا ہے بھوک کیوں لگتی ہے۔ بھوک کے نتیجہ میں جب آپ کھانا کھاتے ہیں تو کیسا مزا پیدا ہوتا ہے تو آپ حیران ہو جائیں گے کہ خدا تعالٰی نے کیسے باریک در باریک نظام انسان کو لطف پہنچانے کے لئے پیدا فرمائے ہوئے ہیں بچوں سے میری بات ہو رہی تھی میں نے ان سے کہا کہ تم یہ تو سوچو کہ اگر اللہ چاہتا تو گائے بھینسوں کی طرح گھاس اور بھوسوں پر بھی تمہارا گذارہ ہو سکتا تھا جس نے گائے بھینس مویشیوں کے معدے ایسے بنا دئے کہ وہ پتے کھا کر بھی گذارہ کر لیتے ہیں مگر تمام حیوانی دنیا میں انسان کے سوا کوئی جانور ایسا نہیں جس کی لذت کے اتنے مختلف سامان خدا تعالٰی نے پیدا کئے ہوں خوشبو میں بھی مزا رکھ دیا لمس میں بھی مزا رکھ دیا سردی گرمی میں بھی مزا رکھ دیا اور پھر کئی قسم کے مزے بھی اُن کے ساتھ آویزاں کر دئے اور نظر کی کیفیت میں بھی مزا پیدا کیا۔ چنانچہ بعض قومیں ایسی ہیں جن کو کھانے کا لطف ہی نہیں آتا جب تک خوب سجا ہوا نہ ہو اُن کے ہاں نظر کی لذت زبان کی لذت سے بھی زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔ چنانچہ جاپان میں جن کو جانے کا موقعہ ملے یا جنہوں نے کبھی جاپان کی کوئی فلم دیکھی ہو وہ ضرور محسوس کریں گے کہ ساری دنیا کی قوموں میں سب سے زیادہ سجاوٹ کے ساتھ جاپانی کھانا پیش کرتے ہیں اور کھانے بعض دفعہ ایسے خوبصورت سجا کر طاقوں میں لگائے ہوتے ہیں یا شیشے کی الماریوں میں کھانے کی دوکانوں پر سجائے ہوتے ہیں کہ آدمی سمجھتا ہے کہ بہت ہی مزیدار چیز ہوگی مگر ہمارا ذوق چونکہ مختلف ہے اسلئے جب ہم کھاتے ہیں تو دو لقمے بھی نہیں کھائے جاتے، لیکن انکے ہاں نظر کو اہمیت ہے بعض قوموں میں خوشبو کو اہمیت ہے بعض قوموں میں زبان کی تیزی کو اہمیت ہے زبان میں تیزی پیدا ہو جیسا کہ مرچ مسالے کھانے والے زبان کی تیزی کا مزا چکھنے والے بعضوں کو اصل چیز کی خوشبو میں مزا ملتا ہے۔ کوئی تیزی یا کوئی چیز زائد کر دی جائے تو ان کا مزا کھویا جاتا ہے لیکن یہ ساری چیزیں سوائے انسان کے کسی کو نصیب نہیں ہیں تو اللہ تعالٰی نے انسان کے لئے کیسے کیسے سامان فرمائے ہیں، نماز میں جڑنے سے پہلے روزمرّہ کی زندگی میں تو خدا سے تعلق قائم کریں اور اتنے بے شمار مواقع ہیں صبح آنکھ کھلنے سے لے کر رات سوتے وقت تک۔

اگر انسان خدا کا شعور زندہ رکھے

تو سینکڑوں ہزاروں مواقع اس کو لقائے باری تعالٰی کے میسر آسکتے ہیں توجہ دوسری طرف بھی ہو تو خدا کے پیار کی کچھ نہ کچھ جھلکیاں اُس کو زندگی کے ہر شعبہ میں دکھائی دیں گی ایسے شخص کی نماز پھر زندہ ہونے کی اہلیت رکھتی ہے جب وہ نماز میں خدا کو ربّ العالمین کہتا ہے تو اپنے روزمرہ کے تجارب میں سے کچھ باتیں یاد آجاتی ہیں جب کہ اس نے خدا کی ربوبیت سے لطف اٹھایا تھا اس نے خدا کی ربوبیت کے نظارے اپنے گھر میں دیکھے اپنے بچوں میں دیکھے، اپنے ماحول میں دیکھے اس ملک میں دیکھے جس ملک میں وہ بس گیا ہے۔ پھر اس کی رحمانیت کے نظارے، اس کی رحیمیت کے نظارے، اس کے مالک ہونے کے نظارے یہ سارے روزمرّہ کی زندگی میں ایسے تجارب ہیں کہ ایک دن بھی ان سے خالی نہیں اور جو شخص باشعور ہو جائے اس کا کوئی لمحہ ان تجربوں سے خالی نہیں ہو سکتا باشعور ہونے میں اور اس سفر کے ابتدائی قدم اٹھانے میں بڑے فاصلے ہیں لامتناہی فاصلے ہیں اس جلوس کے ایک طرف نماز میں کوشش کرنے والا ایک عام انسان ہے اور اس کے آخر پر سب سے دور اتنا دور کہ وہاں صرف تصور کی آنکھ مشکل پہنچتی ہے حضرت اقدس محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وعلی الہ وسلم عبادت کرنے والوں کے قافلہ سالار کے طور پر اس قافلے کی سربراہی فرما رہے ہیں ان دو کے درمیان بہت بڑے فاصلے ہیں لیکن جیسا کہ جلوسوں میں اور اجتماعی طور پر چلنے والے

گرد ہوں میں دیکھا گیا ہے کہ ضروری نہیں ہوا کرتا کہ جو شخص سب سے پیچھے رہ گیا ہے وہ ہمیشہ سب سے پیچھے ہی رہے آگے پیچھے لوگ ہوتے رہتے ہیں۔ کچھ کوشش کرتے ہیں اور زور لگاتے ہیں تو وہ آگے نکل جاتے ہیں کچھ لوگ سستی دکھاتے ہیں تو پیچھے رہ جاتے ہیں

کوشش کریں کہ آپ سب سے آخر پر نہ رہیں

اور آپ کا اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا فاصلہ نسبتاً کم ہو اور اس کوشش اور جدوجہد کا سب سے اچھا موقعہ نماز ہے جس کا نماز میں آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے فاصلہ کم رہ جائے جب وہ یہ دعا کرتا ہے کہ اے خدا مرنے کے بعد مجھے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی معیت میں اٹھانا آپ کے قرب میں جگہ دینا تو اس کی دعا میں ایک جان پیدا ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت کی نظر اس کو اس حیثیت سے دیکھتی ہے کہ کمزور سہی پر سچا آدمی ہے اس نے زندگی بھر کوشش ضرور کی تھی کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا قرب نصیب ہو لیکن وہ جو قرب کی کوشش نہیں کرتے اور لوگوں کو دعا کے لئے کہتے ہیں کہ ہمارے لئے دعا کریں کے مرنے کے بعد خدا ہمیں آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے قدموں میں جگہ دے ان دعاؤں کی کیا حیثیت ہے منہ کی باتیں ہیں اور اگر کوئی اہل اللہ بھی ان کے لئے دعا کرے گا تو یہ دعا قبول نہیں ہو سکتی کیونکہ دعا کو نیک اعمال طاقت بخشتے ہیں بعض دفعہ دعا کرنے والے کے نیک اعمال اور بعض دفعہ جس کے لئے دعا کی جاتی ہے اس کے نیک اعمال چنانچہ بعض لوگ جن کے اندر نیک اعمال کی صلاحیت ہو ان کے حق میں ایک دعا قبول ہو جاتی ہے لیکن جو نیک اعمال سے کلیتہً محروم ہوں اُن کے حق میں نہیں ہوتی چنانچہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے خدا سے دو عمروں میں سے ایک عمر مانگا تھا یعنی دونوں مل جائیں تو بہتر ورنہ ایک تو ملے۔ اس سے یہ مُراد ہے کہ ایک ابو جہل کا نام بھی عمر تھا اور ایک حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کا نام بھی عمر تھا۔ ابو جہل کے حق میں وہ دُعا قبول نہیں ہوئی لیکن عمر کے حق میں وہ دعا قبول ہو گئی حالانکہ دُعا کرنے والا وہی تھا اُس کے نیک اعمال وہی تھے جو دعاؤں کو رفعت بخشتے ہیں۔ پس جس کے حق میں دُعا کی جائے اُس کے اعمال کا بھی قبولیتِ دُعا سے گہرا تعلق ہوا کرتا ہے پس آپ کو اگر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا قرب پیارا ہے تو اُس پیار کو سچا کر کے تو دکھائیں تب آپ کی دُعائیں بھی مقبول ہوں گی اور دوسروں کی بھی آپ کے حق میں مقبول ہوں گی ورنہ جس نے اس دُنیا میں فاصلے قائم رکھے اور پروا نہیں کی تو قیامت کے دن پھر یہ فاصلے پاٹے نہیں جا سکیں گے۔ اس لئے نماز کو کم از کم اس کوشش کے ساتھ ادا کریں کہ نمازیں ساری نہ سہی، کچھ لمحے لِقاء کے نصیب ہو جائیں۔ کچھ ایسے لمحے ہوں کہ وہ

نماز ایک ملاقات بن جائے

ہم لقائے باری تعالیٰ جو کہتے ہیں یہ دراصل ملاقات ہے۔ یہ جو کہتے ہیں کہ لقاء نصیب ہو جائے حالانکہ وہ آدمی جو ہر روز لقاء کی دعائیں کر رہا ہوتا ہے نماز بھی پڑھ رہا ہوتا ہے تو لقاء سے مُراد وہ لقاء ہے جو زندہ ملاقات سے مشابہت رکھتی ہے جب آپ کسی سے ملنے جاتے ہیں تو پوری توجہ کے ساتھ، ہوش و حواس کے ساتھ مل رہے ہوتے ہیں اور اس ملاقات کے نتیجہ میں جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے کچھ لذتیں پیدا ہوتی ہیں جو زندگی کی یادوں کا سرمایہ بن جاتی ہیں تو نمازیں بھی ویسی ہی لقاء نصیب ہو تو پھر وہ نماز زندہ ہوتی ہے اور جس کی نماز میں یہ جھلکیاں ملنی شروع ہو جائیں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ وہ نمازوں پر قائم ہو جایا کرتا ہے۔

پس بہت سے احمدی نوجوان اور بہت سے اگر نہیں تو اتنی تعداد ضرور ہے جو ہمارے لئے شدید تکلیف کا موجب ہے، ایسے بھی یہاں موجود ہیں جو نمازوں سے غافل ہیں نماز سے غافل ہونے سے مُراد نماز سے اُسے پڑھتے ہوئے غافل ہونا بھی ہو سکتا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نماز پڑھتے ہی نہیں اتنی غفلت کی حالت ہے کہ پروا ہی کوئی نہیں رہی۔ ایسے لوگوں کے متعلق بعض دفعہ ان کی بیویاں مجھے لکھتی ہیں، بعض دفعہ مائیں لکھتی ہیں، بعض دفعہ بہنیں لکھتی ہیں بعض دفعہ بچے بھی لکھتے ہیں کہ دُعا کریں کہ ہمارے ابّو کو نماز کی عادت نہیں۔ بعض بیویاں لکھتی ہیں ویسے تو بہت اچھے ہیں مگر میں ہر وقت کُڑھتی رہتی ہوں کہ میرے میاں کو نماز سے کوئی شغف نہیں سمجھاتی ہوں تو جھڑک دیتے ہیں کہ تم ان باتوں کو چھوڑ دو۔ میں جانتا ہوں میری مرضی ہے۔ میرا خدا سے تعلق ہے۔ مطلب ہے کہ میرا خدا سے کوئی تعلق نہیں لیکن کہتے یہی ہیں کہ میرا خدا سے تعلق ہے اور میں جانتا ہوں۔ کیسے ظلم کی حالت ہے۔ اپنی اس زندگی کو ضائع کر رہے ہیں جو چھوٹی سی زندگی ہے اور ایک دفعہ ختم ہوئی تو پھر واپس نہیں آنی۔ کیا پتہ ہے کس وقت کون نکل جائے اور جو دنیا سے بے نماز گیا وہ اندھی حالت میں اُٹھایا جائے گا قرآن کریم جو فرماتا ہے کہ

مَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى

(سورہ بنی اسرائیل: آیت ۷۳)

کہ جو اس دنیا میں اندھا ہو وہ قیامت کے دن مرنے کے بعد بھی اندھا ہی ہو گا، اس سے مُراد لقاء کا حاصل ہونا یا لقاء کا نہ حاصل ہونا ہے وہ شخص جس کو خدا دنیا میں دکھائی نہ دینے لگے اور بار بار اس کی جھلکیاں نظر نہ آئیں جو کہ خصوصیت سے نمازوں میں نظر آتی ہیں وہ دنیا میں اندھا ہے اور جیسے اندھے کو پتہ نہیں لگتا کہ میں کس چیز سے محروم ہوں اُسی طرح ایسا آدمی بھی بسا اوقات محسوس ہی نہیں کرتا کہ وہ کس چیز سے محروم ہو رہا ہے اس کے متعلق یہ کتنی دردناک خبر ہے کہ مَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى۔ جو اس دنیا میں اندھا رہا آخرت میں بھی اندھا ہی اُٹھایا جائے گا وہاں بھی اس کو لقاء نصیب نہیں ہو گی پس یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے بہت ہی بڑی اور بنیادی خرابی ہے۔ ایسے لوگ وہ ہیں جو پھر دراصل ماحول کا ایندھن بن جاتے ہیں ماحول کی دلچسپیاں اُن کو کھینچ لیتی ہیں دراصل نماز ہی ہے جو ہر قسم کی بُرائی اور ہر قسم کی فحشاء سے ان کی حفاظت کرتی ہے لیکن جب وہ نمازوں سے غافل ہوں تو دنیا کی دلچسپیاں اُن کو بے روک ٹوک کھینچتی ہیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ نماز پڑھنے والوں میں بھی خرابیاں ہوتی ہیں ان میں بھی بعض دفعہ فحشاء کی عادت ہوتی ہے لیکن

ایک نمازی کی زندگی میں اور بے نمازی کی زندگی

میں بہت بڑا فرق ہے۔ ایک بے نماز انسان اپنی بد عادتوں کی طرف بے روک ٹوک بڑھتا ہے اور دوڑتا چلا جاتا ہے اور اس کے کان میں کوئی آواز اس کو واپس بُلانے کے لئے نہیں پڑتی لیکن ایسے بھی نمازی ہیں جن سے گناہ ہوتے ہیں۔ بعض گناہوں کے وہ بچپن کی غلطیوں کی وجہ سے عادی بھی بن چکے ہوتے ہیں لیکن ہر نماز میں ضمیر کی آواز کانوں میں سُنائی دیتی ہے اور ان پر لعنتیں بھیج رہی ہوتی ہے کہ تم کیا کرتے آئے ہو اب کیا کر رہے ہو واپس کس دنیا میں جاؤ گے اور مسلسل کوشش کرتے ہیں روتے ہیں پیٹتے ہیں گریہ و زاری کرتے ہیں اور بعض دفعہ سمجھتے ہیں کہ ہماری نہیں سُنی گئی لیکن حقیقت یہ ہے کہ نماز کی آواز ضائع نہیں جایا کرتی جلد یا بدیر نماز میں اُٹھنے والی ضمیر کی آواز اُن پر غالب آ جایا کرتی ہے اور یکدفعہ ان کو ہر قسم کی بُرائیوں سے کھینچ کر خدا کی طرف لے آتی ہے مگر جو نماز نہیں پڑھتا اُس کے لئے کونسا امکان ہے۔ اس کے تو بچنے کی ہر راہ بند ہو چکی ہوتی ہے اس لئے یہ کہنا بھی غلط ہے کہ فلاں نماز تو پڑھتا ہے لیکن اس میں فلاں بدی موجود ہے اگر اس میں کوئی بدی موجود ہے تو یاد رکھیں کہ اس بدی کے خلاف ہر نماز میں وہ کوئی نہ کوئی شرمندگی بھی محسوس کر رہا ہوتا ہے۔ اس کے کانوں میں کوئی نہ کوئی آواز ضرور پڑ رہی ہوتی ہے لیکن ایک بے نماز بے چارہ تو بالکل محروم ہے اندھا دھند آنکھیں بند کئے ہوئے وہ ایک گندی عادت میں مبتلا ہے تو مبتلا ہی رہ جاتا ہے اور بد عادتیں پکڑ لیتا ہے اور رفتہ رفتہ اپنے مفاد سے بھی غافل ہو جاتا ہے اپنے بیوی بچوں کے مفاد سے بھی غافل ہو جاتا ہے اور

ایسا گھر ایک بڑی نحوست کی حالت میں ہے جس میں نماز نہ پڑھی جاتی ہو

جس گھر میں خاوند نماز نہ پڑھے اس کی بیوی اکیلی کی نمازیں کام نہیں دے سکتیں۔ بعض دفعہ بچے ماں کی بجائے باپ کی حالت دیکھ کر اس کے رنگ اختیار کر لیتے ہیں اور ویسے بھی گھر پر ایک نحوست سی طاری رہتی ہے تو میں آپ کو بڑے خلوص کے ساتھ، بڑی منت کے ساتھ یہ گزارش کرتا ہوں اور اس طرف متوجہ کرتا ہوں کہ نماز کو اہمیت دیں اور گھر میں سے ہر فرد نماز پر نگران ہو جائے۔ جس طرح کہ مجھے بعض بچے لکھتے ہیں تو بہت پیارے لگتے ہیں۔ اپنے بڑوں کے متعلق لکھتے ہیں کہ ان کو نماز پڑھنے کی عادت نہیں۔ دعا کے لئے لکھتے ہیں تو بعض دفعہ خیال آتا ہے کہ اس بچے کے دل کی جو دعا ہے اللہ تعالیٰ نے شاید پہلے ہی سن لی ہو تو نہ صرف نگران رہیں بلکہ دعائیں کرتے ہوئے نگران رہیں اور جو کوشش بھی ان کے بس میں ہے وہ کریں تاکہ کسی احمدی گھر میں کوئی ایک شخص بھی ایسا نہ رہے خواہ وہ مرد ہو یا عورت ہو، بڑا ہو یا بچہ جو عبادت نہ کرتا ہو اور پھر عبادت کرنے والا بھی ایسا ہو جو ہر وقت اپنی عبادت کو زندہ کرنے میں کوشاں ہو۔ صرف ظاہری اٹھک بیٹھک پر راضی نہ ہو بلکہ جب تک اس کے دل میں سے عبادت کا مزا اٹھنا شروع نہ ہو جائے اس وقت تک وہ تسلی نہ پائے۔

جرمنی کو ایسے عبادت کرنے والوں کی ضرورت ہے کیونکہ یہ دنیا بہت زیادہ مادہ پرست ہو چکی ہے۔ صرف جرمنی کی بات نہیں یورپ کے اکثر ممالک خدا سے اتنا دور جا چکے ہیں اور ایک ایسے مقام پر کھڑے ہو گئے ہیں کہ جہاں جا کر پھر کوئی روک باقی نہیں رہتی۔ ان کے سکولوں میں چھوٹے ہوں یا بڑے، ان کے کالجوں میں، یونیورسٹیوں میں خدا کے خلاف کھلم کھلا باتیں، ان کی تعلیم اور تدریس میں ایسے رنگ آ چکے ہیں کہ جن کے نتیجہ میں ارادے کے ساتھ عمداً چھوٹے چھوٹے بچوں کو خدا سے بدظن اور مذہب سے دور کیا جاتا ہے اور کوئی روک ٹوک نہیں ہے۔ جو زیادہ آزاد خیال ہو، بے حیا ہو، خدا کے خلاف باتیں کرنے والا ہو وہ سوسائٹی میں زیادہ روشن خیال سمجھا جاتا ہے گویا اندھوں کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ان کی آنکھیں ہیں اور جن کی آنکھیں ہیں انکو اندھا بتایا جاتا ہے۔ ایسی حالت میں نماز ہی ہے جو آپ کی اور آپ کے بچوں کی حفاظت کرے گی۔ اگر آپ نے انہیں نمازوں پر قائم نہ کیا تو آپ کی نسلیں آپ کے سامنے دیکھتے دیکھتے ضائع ہو کر اس غالب معاشرے کا شکار ہو جائیں گی اور بہت بڑا نقصان ہے۔

پاکستان سے ہجرت کرنے والے زیادہ تر احمدیوں کو یہی شکایت ہے کہ ہمیں کھلم کھلا عبادت کی اجازت نہیں ہے اور یہ ایک ایسا حق ہے جسے دنیا کی تمام آزاد قوموں نے تسلیم کیا ہے کہ جسمانی طور پر خواہ کوئی مارے پیٹے یا نہ مارے پیٹے اگر کسی قوم کو یہ روحانی عذاب دیا جائے کہ کھلم کھلا اپنے رب کی عبادت کی اجازت نہ ہو تو یہ ایک اتنا بڑا ظلم ہے کہ اس کے نتیجہ میں وہ قوم دوسرے ملکوں میں پناہ لینے کا حق حاصل کر لیتی ہے لیکن اگر پناہ لینے والے وہاں بھی بے نمازی ہوں اور یہاں بھی بے نمازی رہے تو کس چیز سے پناہ مانگی۔ ایک شیطان سے دوسرے شیطان کی طرف پناہ لی نا۔ کسی شیطان سے خدا کی طرف پناہ لینے کے لئے تو نہ آئے۔ پس وہ لوگ جو پاکستان سے ہجرت کر کے آتے ہیں اور وہاں بھی بے نماز رہتے اور یہاں بھی بے نماز رہتے ہیں کبھی اُن کے دل نے ان کو جھنجھوڑا نہیں کہ کہاں سے بھاگے تھے۔ کدھر بھاگے تھے۔ مؤمن اور غیر مؤمن کے درمیان یہی فرق ہوا کرتا ہے۔ غیر مؤمن اگر شیطان سے بھاگتا ہے تو شیطان کی طرف ہی بھاگتا ہے اور مؤمن اگر خدا کی تقدیر سے بھاگتا ہے تو خدا کی تقدیر ہی کی طرف بھاگتا ہے۔ اس نکتہ کو ایک موقعہ پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑی شان کے ساتھ بیان فرمایا۔ ایک دفعہ آپ کی قیادت میں ایک اسلامی لشکر کسی جگہ پڑاؤ کئے ہوئے تھا اور وہاں یہ خبر مشہور ہوئی کہ یہاں ایک خوفناک پلیگ (PLAGUE) پھیلی ہوئی ہے۔ ایک قسم کی طاعون ہے جو بڑی تیزی کے ساتھ لوگوں کو اپنا شکار بنا لیتی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی وقت فیصلہ دیا کہ فوراً کوچ کر جاؤ اور اس جگہ سے دوسرے محفوظ صحت مند علاقے کی طرف چلو۔ آپ کے ساتھیوں میں سے کسی نے کہا کہ اے امیر المؤمنین ؓ! کیا آپ خدا کی تقدیر سے بھاگ رہے ہیں؟ گویا اپنی طرف سے بڑی طاقت کے ساتھ بڑے زور سے امیر المؤمنین ؓ کے فیصلے کے خلاف اعتراض اٹھایا۔ حضرت عمر ؓ نے بڑے سکون سے جواب دیا کہ میں خدا کی تقدیر سے خدا کی تقدیر کی طرف بھاگ رہا ہوں۔ میرا خدا جیسا یہاں ہے وہاں بھی ہے اور اس کی تقدیر خیر بھی ہے اور تقدیر شر بھی ہے تو میں اسی کی ایک تقدیر سے اس کے سوا کسی اور کی طرف نہیں جا رہا۔ اسی کی تقدیر خیر کی طرف بھاگ رہا ہوں۔ تو دیکھیں! مؤمن بھاگتا ہے تو خدا کی ایک تقدیر سے اسی کی دوسری تقدیر کی طرف بھاگتا ہے۔ شیطان کی تقدیر سے شیطان کی تقدیر کی طرف نہیں بھاگا کرتا۔ پس وہ لوگ

جو خدا کے نام پر ہجرت کرتے ہیں

اور اپنی بدیاں ساتھ لیکر آتے ہیں اور اُن بدیوں میں مزید ملوث ہو جاتے ہیں وہ شیطان کی تقدیر سے شیطان کی تقدیر کی طرف جانے والے ہیں۔ ان کا تو خدا کی تقدیر سے بھاگ کر خدا کی تقدیر میں آنے والوں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوا کرتا۔ یہ ایک سچے مؤمن میں اور ایک فرضی مؤمن میں بڑا کھلا امتیاز ہے۔ پس آپ اپنے اندر وہ پاک تبدیلیاں پیدا کریں جو دنیا کو بتا دیں اور دکھا دیں کہ آپ نے خدا کی طرف ہجرت کی ہے اور کسی غیر کی طرف نہیں کی ہے۔ اس کا سب سے بڑا ثبوت اور سب سے بڑا گواہ آپ کی عبادتیں ہیں۔ اگر آپ عبادتوں پر قائم ہوں اور اُن کی نگرانی کریں اور آپ میں چھوٹا بڑا ایک دوسرے کا خیال رکھے۔ دعائیں بھی کرے اور اگر گریہ وزاری بھی کرنی پڑے تو گریہ وزاری اور منت کے ساتھ اپنے بھائیوں کو عبادت کی طرف بلائیں پھر دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل آپ پر کیسے نازل ہوتے ہیں۔ بہت سی دعائیں کر کر کے انسان تھک جاتا ہے جو قبول نہیں ہو رہی ہوتیں اور آدمی شکوے کرتا ہے کہ میری تو قبول نہیں ہوئی۔ بات یہ ہے کہ عبادت کرنے والے کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اور وہ بھی خاص حکمتوں کے ساتھ۔ جو سچی عبادت کرنے والا ہو اوّل تو اس کی دعائیں بہت زیادہ مقبول ہوتی ہیں۔ دوسرے جو نہیں ہوتیں ان پر اللہ تعالیٰ صبر دیتا ہے اور ایسا شخص کبھی زبان پر خدا کا شکوہ نہیں لاتا۔ پس

تمام خرابیوں کا ایک ہی حل ہے۔

تمام بیماریوں کی ایک ہی دوا ہے اور وہ عبادت پر قائم ہو جانا ہے۔ اسلئے میں امید رکھتا ہوں کہ جن نوجوانوں تک میری یہ آواز پہنچ رہی ہے یا جن بڑوں تک اور چھوٹوں تک میری یہ آواز پہنچ رہی ہے اور وہ جانتے ہیں کہ وہ عبادتوں میں کمزور ہیں وہ آج یہ عہد کر کے اٹھیں کہ انشاء اللہ عبادت کو قائم کرنے کی کوشش کریں گے۔ اپنی ذات میں بھی اور عزیزوں میں بھی وہ ایک ایسی شمع روشن کریں گے جس کی روشنی دور دور تک پھیلے۔ وہ اپنے گھر ہی کو روشن نہیں کریں گے بلکہ روشنی کا مینار بن جائیں گے تاکہ اُنکی روشنی کے فیض سے دور دور تک جہاز چٹانوں سے ٹکرانے کی بجائے ہدایت کی راہ پا جائیں۔ پس اس قوم میں روشنی کے ایسے مینار بننے کی ضرورت ہے اور عبادت گزار ہی ہے جو روشنی کا ایسا مینار ثابت ہو سکتا ہے۔

اور بہت سے امور جو بیان کئے گئے تھے اُنکے لئے تو اب وقت نہیں رہا لیکن سب سے اہم بات میں نے آپکے سامنے رکھ دی ہے۔ ایک امر یہ بھی بتایا گیا ہے کہ سیاسی پناہ کے مقدمات میں بعض لوگ جھوٹ سے کام لیتے ہیں اور لیتے چلے جاتے ہیں۔ یہ بڑے ظلم کی بات ہے۔ میں نے پہلے بھی بتایا تھا کہ یہ شرک ہے۔ دنیا کی منفعتوں کی خاطر آپ جب جھوٹ کا سہارا لیتے ہیں تو ایک خدا کو چھوڑ کر دوسرے خدا کی عبادت شروع کر دیتے ہیں اور جھوٹ کے نتیجہ میں برکتیں ملتی بھی نہیں۔ میں آپکو نصیحت کرتا ہوں کہ اگر غلط بیان دیئے بھی گئے ہیں تو اس بات سے قطع نظر کہ آپ کے سچ کی کیا سزا ہو گی آپکو سچ بولنا چاہیئے اور جو حقیقتِ حال ہے وہ بتانی چاہیئے۔ یہ کہنے کی کیا

ضرورت ہے کہ ہمیں مار پڑی۔ ہمیں یہ ہوا جبکہ آپکو مار پڑی نہ کچھ اور ہوا۔ یہ بتانا چاہیے کہ ہر احمدی کا دل وہاں دکھا ہوا ہے۔ ہماری ہر چیز پہ پابندی ہے۔ ہر روز انہوں نے اخباروں میں جھوٹ لوگوں کے منہ کالے کیے ہوئے ہوتے ہیں اور کوئی دن ایسا نہیں گزرتا جبکہ طعن و تشنیع کے ذریعہ گالیاں دیکر اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف بکواس کر کے ہمارے دل چھلنی نہیں کیے جاتے اور ہر وقت ہر فسادی کی جھوٹ کی تلوار ہمارے اوپر لٹکی ہوئی ہے۔ کوئی امن نہیں ہے یہ بات کہنے کی بجائے جو سو فیصدی سچی ہے جب آپ ایک فرضی مقدمہ بناتے ہیں، ایک فرضی کہانی گھوڑتے ہیں کہ ہماری ذات پر یہ ہوا تو اپنے اوپر بھی ظلم کرتے ہیں اور احمدیت پر بھی بڑا ظلم کرتے ہیں۔ ایک بالکل غلط تاثر پیدا کرتے ہیں۔ اسلئے جیسا کہ میں نے بارہا جھوٹ سے پرہیز کی ہدایت کی ہے اور تبتل الی اللہ کے مضمون کا آغاز ہی جھوٹ سے بچنے کی نصیحت سے کیا تھا۔ اس کی طرف میں دوبارہ متوجہ کرتا ہوں کہ ہر قیمت پر جھوٹ سے پناہ مانگیں۔

جرمنی میں آئے ہوئے بعض احمدیوں نے الحمدللہ بہت نیک نمونہ دکھایا اور مجھے لکھا کہ ہمارا یہ کیس جھوٹا تھا یعنی عموماً تو تکلیف ہے لیکن جو بات میں نے اپنے کیس میں پیش کی تھی وہ غلط تھی۔ جب سے میں نے خطبہ سنا ہے میرا ضمیر مجھے جھنجوڑ رہا ہے اور اب میں نے فیصلہ کیا ہے کہ یہ خط لکھ کر میں اپنے وکیل کے پاس جا رہا ہوں اور اسکو بتاؤں گا کہ میرے کیس میں یہ بات سچی ہے یہ جھوٹی ہے۔ جھوٹی بات نکال دو۔ خواہ میرا کیس منظور ہو یا نہ ہو مجھے اس کی پرواہ نہیں ہے۔ میرے دل سے اُس کے لئے بہت ہی دعائیں نکلیں اور میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اُس کے لئے بہتر سامان فرمائے گا لیکن اگر وقتی طور پر قربانی بھی دینی پڑے تو

توحید کے قیام کے لئے ہر قربانی کم ہے۔

اس کی کوئی بھی حقیقت نہیں ہے۔ انسان قیام توحید کے لئے جو قربانی پیش کرتا ہے وقتی طور پر اسکو تکلیف بھی ہو تو آئندہ ہمیشہ ہمیش کیلئے وہ امن میں آجاتا ہے اور اللہ تعالیٰ پھر اسکی حفاظت میں خود کھڑا ہو جایا کرتا ہے۔ اس لئے قربانی محض وقتی اور سرسری سی ہے۔ اسکے نتیجہ میں آپ کو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ساری زندگی فوائد حاصل ہوں گے۔ پس جھوٹ کے حذایہ لعنت ڈالتے ہوئے۔ اس کا بت توڑ کے پاش پاش کر کے ایک طرف پھینک دیں۔ کسی احمدی کے دل میں اور اس کے گھر میں جھوٹ کا بت نہیں ہونا چاہیے۔

بعض لوگ ایسے ہیں جو اپنی کمزوریاں چھپانے کے لئے اپنی طرف سے دانشور بنتے ہیں۔ جماعت کے عہدیداروں پر تنقید کرتے ہیں کہ جی! اس نے یہ کیا۔ اس میں یہ ہے۔ اس میں فلاں بات ہے۔ جب مجھ تک یہ باتیں پہنچتی ہیں اور میں تحقیق کرواتا ہوں تو اکثر تنقید کرنے والوں کا قصور نکلتا ہے اور اگر کچھ بری باتیں عہدیداران میں پائی بھی جاتی ہوں تو اُس کا مناسب طریقہ ہے۔ بجائے اسکے کہ مجلسوں میں بیٹھ کر باتیں کی جائیں اور اُن سے جھوٹے اور مکروہ لطف اٹھائے جائیں۔ جھوٹے اور مکروہ لطف اس لئے کہ یہ غیبت کی باتیں ہیں اور غیبت کے متعلق قرآن فرماتا ہے کہ اس کا ایسا ہی لطف ہے جیسے اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھاؤ اور اُس کے لطف اٹھا رہے ہو تو اس مکروہ لطف کی بجائے سیدھا طریقہ کیوں نہیں اختیار کرتے۔ جب کسی عہدیدار میں کوئی کمزوری دیکھتے ہیں تو اس تک پہنچ کر ادب کے ساتھ اسکو سمجھائیں کہ آپ کے اوپر یہ بات سجتی نہیں ہے آپ عہدیدار ہیں۔ یہ بات چھوڑیں اور یہ بات اختیار کریں اور اگر وہ نہیں مانتا تو آپس میں ایک دوسرے سے اس کے خلاف باتیں کر کے گندے اور غلیظ چسکے حاصل کرنے کی بجائے نظام جماعت کو ان عہدیدار کی معرفت مطلع کریں۔ اس میں کوئی نقص نہیں ہے بلکہ بہت ہی عمدہ بات ہے کہ کسی شخص کی کمزوری کے متعلق بالا افسر کو اس کی معرفت خط لکھا جائے۔ اس کو بتایا جائے کہ تمہارے اندر یہ بات ہے۔ ہم اُوپر کے افسر کو تمہاری معرفت یہ اسلئے بھیج رہے ہیں تاکہ اصلاح ہو۔ اگر ساری جماعت یہ طریق اختیار کرے تو تمام عہدیداروں کی بھی اصلاح ہو جائے گی اور یہ جو جھوٹے دانشور بنے پھرتے ہیں ان کا بھی ایمان ضائع نہیں ہوگا۔ بعض مربیوں کے متعلق شکایت کرتے ہیں کہ جی انہوں نے اپنا رہن سہن بڑا اونچا کیا ہوا ہے۔ غریب مربی بیچارے نے اپنا رہن سہن کیا اونچا کرنا ہے لیکن بعض گھروں میں سلیقہ ہوتا ہے بعضوں میں نہیں ہوتا۔ میں نے دیکھا ہے تھوڑے روپے پر بھی بعض گھروں میں بڑی رونق ہوتی ہے اور سلیقہ اور نظافت پائی جاتی ہے اور بعض جن کو گھر چلانا نہیں آتا انکے گھر تو زیادہ روپوں میں بھی گند کے انبار ہی لگے ہوتے ہیں۔ افراتفری۔ بدنظمی۔ نہ کھانے کا لطف۔ نہ رہنے کا لطف۔ بچوں کا شور۔ مصیبت۔ ہر طرف گندگی تو خدا نے اگر کسی کو نظافت دی ہے تو اس پر جلنے کی کیا بات ہے صرف ایک بات ہے کہ کیا کوئی مربی بددیانتی کر کے سلسلہ کے ایسے روپے کو اپنی ذات پر یا اپنے بیوی بچوں پر استعمال کرتا ہے یا نہیں جو اُس کے پاس امانت ہیں۔ اس بات پر تو ہر شخص کا حق ہے کہ اگر اسکے علم میں بات آئے تو وہ اس شخص کی معرفت بالا افسر کو مطلع کرے لیکن اتنی کمینگی اور تھڑدلی اختیار کرنا کہ کسی مربی کو اچھی حالت میں نفاست کے ساتھ رہتے ہوئے دیکھ کر دل میں ایک قسم کی حسد کی آگ بھڑکا لینا اور اس تکلیف میں رہنا اور ہر وقت آپس میں باتیں کرنا کہ یہ مربی ضرور کچھ بے ایمان ہے۔ ضرور ایسا ہوگا ویسا ہوگا۔ دیکھو کیسا اچھا رہتا ہے۔ اچھا رہنا تو اچھی بات ہے۔ گندا رہنے میں تو کوئی نیکی نہیں ہے۔

یہ تو جاہلوں کا خیال ہے کہ گندگی میں نیکی ہے۔

تمام انبیاء بہت ہی نظیف اور لطیف مزاج کے مالک ہوا کرتے تھے۔ سب کی طبیعت میں نظافت تھی، ظرافت تھی، صفائی تھی۔ سنجیدگی کے ساتھ مزاح کا پہلو بھی تھا۔ روح افزاء خوشبوؤں سے معطر، رنگا رنگ پھولوں سے مزین پُر بہار گلستانوں کی سی شخصیتیں رکھتے تھے۔ انکے گھروں کی نظافت کو دیکھ کر اگر کوئی کہے کہ دیکھو لوگوں کے پیسے کھا گیا ہے تو اپنے ایمان کو گنوانے کے سوا اُس کو کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا۔ ہاں اگر کسی مربی کے متعلق یہ شکایت ہو جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے کہ اُس نے سلسلہ کے اموال پر تصرف کیا ہے تو محض بدظنی کے نتیجہ میں آپکو ایسا کوئی حق نہیں ہے۔ وہ لوگ جن کا کام سلسلہ کے اموال کی نگرانی کرنا ہے انکو چاہیے کہ نظر رکھا کریں اور دیکھا کریں کہ کیا زیر الزام شخص نے سلیقہ اور بچت کے ذریعہ اپنا معیار اونچا رکھا ہوا ہے یا غلط تصرفات کے ذریعہ ایسا کیا ہے۔ ان کا کام ہے کہ اگر وہ ٹھوس وجوہات پائیں تو افسرانِ بالا کو اس کی اطلاع کریں لیکن مجلسوں میں یہ ذکر جو ہیں یہ آپکی مجلسوں کو ذلیل اور رسوا کر دیں گے اور غیبت بھی ہوگی اور بہت گھٹیا بات ہوگی۔ نظام جماعت پر اس کا بہت برا اثر پڑے گا۔ اسلئے وہ لوگ جن کے سامنے یہ باتیں ہوتی ہیں وہ کراہت کے ساتھ کم سے کم اُن مجلسوں سے اُٹھ جایا کریں اور جیسا کہ میں نے ایک دفعہ بیان کیا تھا اُن کا یہ حق ہے کہ وہ ایسے شخص کو کہیں کہ تم نے جو باتیں بیان کی ہیں اب تمہارا فرض ہے کہ انکو متعلقہ افسران تک پہنچاؤ اور اگر نہیں پہنچاؤ گے تو میں پہنچاؤں گا اور بتاؤں گا کہ تم نے کس مجلس میں یہ باتیں کی تھیں۔ اگر اس طرح ساری جماعت ایک دوسرے کی نگران ہو جائے تو بہت سی بدیاں اس میں سے کٹ چھٹ کر الگ ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ پھر جماعت صحت کے ساتھ نشوونما پائے گی تو جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا باتیں بہت سی تھیں لیکن اس مختصر وقت میں سب سے اہم بات کی طرف میں نے متوجہ کر دیا ہے۔ عبادت پہ قائم ہوں۔ عبادت کا مغز حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ عبادت میں لقاء حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

اللہ تعالیٰ سے محبت کے جلوے ڈھونڈیں اور سچائی پر قائم ہو جائیں

اور لغو، بیہودہ باتوں سے اپنے معاشرے کو پاک کر دیں۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپکی جماعت بہت تیزی سے ترقی کرے گی کیونکہ آپ کے اندر ترقی کا مادہ موجود ہے۔ آپکے اندر بڑھاپے کی نسبت جوانی کا خون زیادہ ہے اور بالعموم دین سے محبت پائی جاتی ہے۔ پس اللہ کرے کہ آپ کی یہ خوبیاں آپ کی دوسری برائیوں کو زائل کرنے کا موجب بن جائیں اور آپ کے اندر دائمی زندگی پیدا کرنے کا موجب ہو جائیں جو تعلق باللہ سے حاصل ہوتی ہے۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

ابھی نماز جمعہ ہوگی۔ اس کے بعد نماز عصر ساتھ جمع ہوگی۔ پھر پرچم کشائی ہے۔ پھر انشاء اللہ تعالیٰ ہم جماعت جرمنی کے جلسہ کے پہلے اجلاس کی کارروائی کا باقاعدہ آغاز کریں گے۔

نوٹ: یہ خطبہ جمعہ مرتبہ مکرم منیر احمد صاحب جاوید ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے

(ادارہ)

حضرت بیگم صاحبہ مرحومہ کی یادیں

محترمہ صوفیہ فضل احمد صاحبہ پٹنہ (بہار)

محترمہ صوفیہ فضل احمد صاحبہ اہلیہ مکرم سید فضل احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ بہار نے حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ حرم سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی یاد میں درج ذیل مضمون تحریر کیا ہے۔
محترمہ موصوفہ کو حضرت سیدہ بیگم صاحبہ کے قرب میں رہنے اور صد سالہ جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۱ء کے موقع پر آپ کی خدمت بجالانے کا خصوصی موقع ملا تھا۔ (ادارہ)

یکایک فون کی گھنٹی بجی میں نے دوڑ کر اٹھایا۔ میرا بیٹا نعیم امریکہ سے بول رہا تھا امی بہت غضب ہو گیا۔ کیسے بتاؤں امی اور روتا جا رہا تھا۔ میں نے گھبرا کر پوچھا بیٹا ٹھیک سے بولو۔ اس طرح رو گے تو مجھے ہارٹ اٹیک ہو جائے گا۔ پھر اس نے کہا امی فون ابا کو دیدیں میں ابا سے بات کروں گا۔ مگر فضل صاحب پہلے ہی دوسرا فون اٹھا چکے تھے۔ اور جب انہوں نے انا للہ پڑھا تو میں نے دوسرا فون پھر اٹھا لیا۔ مگر کیا یہ یقین کرنے والی بات تھی؟ میں نے بہت زور سے فون پر کہا نہیں نہیں نہیں۔ میرے بچے سب عید کے لئے پٹنہ آئے ہوئے تھے۔ مجھے اس حال میں دیکھ کر بہت پریشان ہوئے۔ یہ کیسی خبر تھی اللہ! میری جان سے بھی پیاری بیگم صاحبہ۔ میری آپا جان۔ میں دلی میں اپنی آپا جان کے ساتھ گذارے ہوئے لمحہ لمحہ کو یاد کرکے بے چین تھی۔ کیا ایسی پیاری ہستی بھی یوں ہنستے ہنستے نظروں سے اوجھل ہو سکتی ہے؟ ایسی دلخراش خبر میں نے کیوں سنی۔ کتنی دعائیں۔ کتنے نفل۔ کتنے صدقے۔ اللہ تعالیٰ تیری مرضی کے آگے کسی کی نہ چلی ہے۔ میرے اللہ۔ موت تو اٹل ہے۔ پھر کیوں ہم اتنے بے چین ہیں۔

ویسے تو بیگم صاحبہ سے ربوہ اور لندن میں مل چکی تھی۔ پچھلے سال جون میں جب حضور واشنگٹن میں آئے تھے اور بیگم صاحبہ پہلے ہی آگئی تھیں۔ تو مجھے صاحبزادی نوشی کی وجہ سے اپنی آپا جان سے ملنے کا بہت زیادہ موقعہ ملا۔ وہ ہنستا ہوا محبت سے بھرپور چہرہ۔ آنکھوں سے چھلکتا ہوا پیار۔ میری آپا جان محبت اور پیار کی مجسمہ تھیں۔ واشنگٹن میں جب شام کے وقت حضور کار سے تشریف لائے اور ہم سب کھڑے ہو کر دریچہ سے اپنے پیارے امام کو دیکھنے کی کوشش کرنے لگے تو میری آپا جان بھی دریچہ کے پاس میرے سے لگی کھڑی تھیں اور جب میں نے آپا جان کی طرف دیکھا تو بڑی بڑی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز تھیں۔ چہرہ تمتما رہا تھا۔ اور ہونٹوں پر خوشی کی ہنسی۔ میں اس وقت کا منظر نہیں بھول سکتی۔ اس مبارک چہرہ میں کیا کیا کیفیتیں تھیں۔ حضور اقدس جب باہر سبھوں سے ملکر اندر یکایک آگئے سب سے ملے مجھے کہنے لگے اچھا آپ بھی آئی ہیں۔ فضل صاحب تو بالکل ٹھیک ہیں۔ آپ نے مجھے ڈرا ہی دیا تھا۔

ایک دن مغرب کی نماز حضور اقدس پڑھا رہے تھے۔ عورتیں بھی نماز میں بہت سی تھیں یہ نماز بھائی مظفر کے گھر پر ہو رہی تھی۔ میں نماز کے لئے جگہ دیکھ رہی تھی کہ آپا جان نے مجھے کہا صوفیہ تم میرے ساتھ صوفا پر بیٹھ جاؤ۔ تمہارا تو بائی پاس ہو چکا ہے۔ میں نے کہا جی۔ آپا جان بہت محبت سے جگہ بنا کر اپنے پاس نماز کے لئے صوفا پر مجھے بٹھایا۔ میں نے بیگم صاحبہ سے کئی بار کہا کہ مجھے حضور اقدس سے ۵ منٹ کے لئے بھی ملا دیں۔ ورنہ میں بھائی مظفر کے گھر پر دھرنا دیدوں گی۔ مجھ سے کہا میں ضرور ملوا دوں گی۔ پھر مجھے اطمینان ہو گیا۔ ایک دن حضور اندر تشریف لائے اور سب سے ملے میری بھی خیریت دریافت کی۔ سب سے ملکر چلے گئے پھر آدھے راستہ سے آئے اور کہنے لگے صوفیہ! تم نے مجھ سے ۵ منٹ کے لئے اکیلے میں ملنا ہے۔ ایک ممنونیت کی نظر میں نے اپنی پیاری آپا جان پر ڈالی اور حضور اقدس کے ساتھ حضور کے کمرہ میں گئی۔ میرے امام نے مجھے اپنی کرسی پر بٹھایا اور خود پلنگ پر بیٹھ گئے۔ میں نے جو کچھ اپنے دل کی پریشانی کیفیت اور درخواست دعا کے لئے کہا۔ میرے امام نے بڑے پیار سے میری باتیں سنیں۔

واشنگٹن میں لجنہ اماء اللہ کا ایک اجتماع ہوا۔ بیگم صاحبہ سے ملنے کے لئے بہت ساری ممبرات لجنہ اماء اللہ آئیں۔ سبھوں سے گلے ملیں۔ کئی گھنٹے لگے ملنے ملانے میں۔ میں کوئی سا بھی موقعہ نہیں چھوڑتی تھی کہ اپنی آپا جان سے دور رہوں۔ پھر سبھوں کے کھانے کا پروگرام تھا۔ کئی ٹیبل لگائے گئے تھے۔ آپا جان کی نظر مجھ پر پڑی تو اپنے ٹیبل پر مجھے بھی بٹھا لیا یہ کیسی شفقت تھی۔ اللہ! اللہ! میں اس قابل کہاں تھی جو پیار و محبت میری آپا جان مجھے دے رہی تھیں۔

بقر عید کی نماز ایک بڑے ہال میں تھی۔ نماز کے بعد حضور اقدس اندر آگئے۔ اور سبھوں کو "السلام علیکم عید مبارک" کہتے ہوئے گذر رہے تھے کہ چند قدموں پر سے پلٹ کر واپس آئے ہماری آپا جان سے ملے اور کہا کہ "آپ کو تو میں نے دیکھا ہی نہیں عید مبارک ہو"۔ کتنی پیار بھری والہانہ نظر میری آپا جان نے حضور اقدس پر عید مبارک کہتے ہوئے ڈالی۔ اور حضور اقدس کے ساتھ ساتھ پورے ہال میں سب سے ملتی رہیں حضور اور بیگم صاحبہ ہنس ہنس کر سب کا حال پوچھتے رہے۔ حضور اقدس تو بہت تیز چلتے ہیں پھر بھی ساتھ ساتھ چلتی رہیں۔ اور حضور بھی تھوڑا آہستہ ہی چلتے رہے۔

ہم لوگ جب واشنگٹن سے واپس آئے تو یہ خبر صرف چند لوگوں کو معلوم تھی کہ حضور اقدس دسمبر میں ہندوستان تشریف لے جائیں گے۔ پھر خدا کا بے حد احسان و شکر ہے کہ حضور کے آنے کی خبر کنفرم ہو گئی۔ ہماری خوشیوں کا ٹھکانہ نہیں تھا۔ میں حضور کی آمد سے دو ہفتہ پہلے دلی پہنچ گئی۔ اور اپنی بیگم صاحبہ کی تشریف آوری کے سلسلہ میں مشن ہاؤس میں جو کمی تھی اس کی تیاری میں لگ گئی۔ ۱۵ دسمبر کا دن کیسے جوش و ولولہ کا تھا۔ کیسی عجیب خوشی تھی۔ ساری رات آنکھوں میں نیند کہاں تھی۔ حضور کو ریسیو کرنے والوں میں عورتوں کا نام نہیں تھا۔ اتفاق سے جہاں سے پرمٹ ایشوع ہوا تھا فون آگیا کہ ان لوگوں کے نام یہ ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ نے بڑی زیادتی کی ہے کہ عورتوں کو ریسیو کرنے کی اجازت ہی نہیں دی۔ حالانکہ حضور کے ساتھ ان کی بیگم صاحبہ بھی آ رہی ہیں۔ اور یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ ہماری دنیا کی فرسٹ لیڈی آ رہی ہیں اور ہم انہیں ریسیو نہیں کر رہیں۔ نہ کسی اسٹیٹ کی فرسٹ لیڈی یا کسی ملک کی فرسٹ لیڈی نہیں ہیں بلکہ ہماری دنیا کی فرسٹ لیڈی ہیں۔ میں تو ضرور جاؤں گی۔ وہ افیسر ہنسنے لگا اور اس نے کہا آپ ضرور جائیں میڈم آپ کو کون روک سکتا ہے۔ اور اس طرح میں نے حضور اقدس، بیگم صاحبہ اور بچیوں کو بالکل پلین کے دروازے کے پاس جا کر خوش آمدید کہا۔ میں اپنے جذبات بیان نہیں کر سکتی جب دور سے پلین کے ٹیوب میں اپنے پیارے امام کو ہنستے ہوئے آتے دیکھا ساتھ میں بیگم صاحبہ اور بچیاں تھیں۔ ایسی خوشی کی گھڑی تھی یہ کون سوچ سکتا تھا کہ ہمارا پیارا خلیفہ ہندوستان آ سکتا ہے۔ میرا بیٹا طارق تو رونے لگا اس نے پہلی بار کسی خلیفہ کو دیکھا تھا۔ پھر ہم لوگ وی۔ آئی۔ پی لاؤنج میں بیٹھے جب تک امیگریشن کی کارروائی ہوتی رہی۔ بیگم صاحبہ کو لاؤنج میں حبس محسوس ہوا اور انہوں نے مجھ سے کہا کہ بہت گرمی ہے باہر چلیں۔ میں اپنی آپا جان کو لے کر شام لاؤنج میں آ کر بیٹھ گئی وہاں بیگم صاحبہ کو سکون ہوا۔ ہم سب بے انتہا خوشیوں کے ہجوم لیے مشن ہاؤس آئے۔ وہاں ہمارا مشن ہاؤس دلہن کی طرح سجا سجایا اپنے پیارے امام کو خوش آمدید کہنے کے لئے چشم براہ تھا۔ اہلاً وسہلاً ومرحبا کے نعروں سے فضاء گونج رہی تھی۔ جب

دوسرے دن مشن ہاؤس آئی تو بیگم صاحبہ کی طبیعت رات کو پیٹ کے درد کی وجہ سے خراب تھی اور وہ ساری رات بے چین رہی تھیں۔ جس کی وجہ سے آگرہ کا پروگرام بیگم صاحبہ کا کینسل کرنا پڑا۔ ورنہ وہاں کے لئے پہلے سے ہوٹل وغیرہ سب بُک کیا ہوا تھا۔ حضور اقدس اور سارے لوگ رات ہی کو لوٹ آئے۔

صاحبزادیاں اور بچے بہت زیادہ خوش ہوئے آگرہ جا کر وہاں کی خوب باتیں بتائیں۔ پلین سے قادیان جانے کا پروگرام تھا۔ مگر اس قدر کہر (فوگ) تھا کہ پلین کئی دن تک کینسل ہوتی رہی۔ حضور اقدس ۱۹ دسمبر کو قادیان شانِ پنجاب سے سارے لوگوں کے ساتھ تشریف لے گئے۔ صاحبزادی شوکی، میاں سفیر اور ان کے بچے بیگم صاحبہ کے ساتھ دہلی میں رہ گئے۔ میں اور فضل صاحب بھی دلی میں اپنی آپا جان کے پاس رہے۔ فضل صاحب نے مشن ہاؤس کے پاس ایک پولیس کے گیسٹ ہاؤس میں کمرہ لیا ہوا تھا۔ جب حضور اقدس تشریف لے گئے تو بیگم صاحبہ نے مجھے کہا کہ اب تم اور فضل صاحب مشن ہاؤس میں ہی آجاؤ۔ گیسٹ ہاؤس چھوڑ دو۔ حضور اقدس کے قادیان تشریف لے جانے کے بعد ہماری بیگم صاحبہ بہت بیقرار رہیں کہ میں اب تک قادیان نہیں گئی۔ کب جاؤں گی۔ کیسے جاؤں گی۔ حضور سے فون پر بات کرا دیں۔ جب ہر کوشش ناکام ہو گئیں تو حضور کی اجازت کے مطابق ہم لوگ ۲۲ دسمبر کو صبح ۷ بجے دو گاڑیوں پر ایک مرسڈیز کار اور ایک ویگن پر قادیان کے لئے عازمِ سفر ہوئے۔ رات کو بیگم صاحبہ نے مجھ سے کہا کہ تم میرے ساتھ مرسڈیز میں چلنا تم بھی تو بیمار ہو۔ لیکن میں نے فضل صاحب سے کہا کہ آپ بیگم صاحبہ کے ساتھ صاحبزادی شوکی کو بٹھائیں۔ اور ہم سب ویگن پر تھے۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی صاحبزادی رُتو بھی رات کو لاہور سے آگئی تھیں۔ فضل صاحب بیگم صاحبہ کے ساتھ کار میں تھے۔ راستے کی صعوبت بیان نہیں کر سکتی۔ بارش۔ کہر۔ ایکسیڈنٹ کی جگہ راستہ بند ہونے کی وجہ سے گاؤں کے اندر سے ہو کر جانا پڑا۔

بیگم صاحبہ کو کئی بار متلی کی تکلیف سے رُکنا پڑا۔ کرنال میں ایک جگہ اچھے سے رسٹورانٹ میں گاڑی روک کر تھوڑی دیر کے لئے بیگم صاحبہ کے آرام کی خاطر رُکے۔ بڑی اچھی خوبصورت جگہ تھی۔ بچے بہت خوش ہوئے اور کچھ کھانے پینے کے لئے منگوایا۔ بیگم صاحبہ بھی وہاں پر کچھ دیر بیٹھیں۔ مگر کرسی تکلیف دہ تھی مجھے محسوس ہوا کہ بیگم صاحبہ کو آرام نہیں ہے ضرور کوئی اچھی جگہ ہوگی یہاں پر اور مجھے ایک بہت اچھا ریسٹورانٹ ملا جو بالکل خالی تھا وہاں پر آرام دہ صوفے لگے ہوئے تھے۔ مجھے بہت خوشی ہوئی۔ کہ اپنی آپا جان کو یہاں لا کر آرام سے بٹھاؤں گی۔ اور کچھ کھانے کا بھی انتظام کر دوں گی۔ ریسٹورانٹ گرم تھا یہاں آکر بیگم صاحبہ بہت خوش ہوئیں۔ پھر میں نے باہر جا کر مینو دیکھا۔ تو تندوری چکن اور تندوری نان بھی مل رہے تھے میں نے آپا جان کے لئے منگوایا ساتھ میں چائے بھی۔ میری آپا جان نے خوش ہو کر کھایا اور چائے بھی پیا۔ صاحبزادی شوکی بھی وہاں پر آگئیں۔ پھر کچھ باہر کی عورتیں اور مرد بھی آگئے۔ وہاں پر۔ وہاں سے چلے تو ایک اور چھوٹی جگہ پر تھوڑی دیر کے لئے رُکے۔ بارش مسلسل رم جھم ہوتی ہی رہی۔ اب شام کا اندھیرا پھیلنے لگا۔ ۶۔ ۷ بجے کے قریب فضل صاحب کی گاڑی جس پر بیگم صاحبہ تھیں بی۔ ایس۔ ایف چوک کے پاس رکی جالندھر میں۔ بالکل اندھیرا ہو چکا تھا۔ گیٹ کے اندر جب گاڑی پہنچی تو اللہ کا بہت شکر ادا کیا کہ ایک محفوظ اور آرام دہ جگہ پر ہم لوگ آگئے۔ فضل صاحب نے فون کر کے سب کمرے کو ریزرو کر لیا۔ بی ایس۔ ایف کے افسر نے کہا کہ دونوں وی۔ آئی۔ پی روم ریپیر ہو رہے ہیں آپ لوگوں کو خاص کر بیگم صاحبہ کو تکلیف تو ضرور ہوگی مگر اس کے علاوہ دس کمرے اور بیڈ) آپ جتنے چاہیں لے لیں۔ جاتے ہی چائے بسکٹ لے کر بیرے آگئے۔

بیگم صاحبہ نے مجھ سے کہا کہ اب میں اس جگہ سے قادیان ابھی نہیں جاؤں گی۔ میں نے کہا کہ آپا جان فضل صاحب نے خود کہا ہے کہ اب میں یہاں سے آگے نہیں جاؤں گا میں محفوظ نہیں سمجھتا اب تو سوال ہی نہیں ہے۔ میں نے اپنی آپا جان کو کمرے میں لے جا کر پلنگ پر لٹا دیا اور لحاف اڑھا کر ہیٹر اون کر دیا۔ میری آپا جان سارے دن کی تھکی ہوئی تھیں۔ لیٹتے ہی سو گئیں۔ مجھے آپا جان بالکل ایک چھوٹی بچی کی طرح لگیں اس وقت میری آنکھوں سے آنسو نکل پڑے کہ کتنی بڑی ہستی کی مجھ ناچیز کو خدمت کا موقعہ ملا ہے۔ گیسٹ ہاؤس کے کچن میں کھانا رات کے لئے بننے لگا۔ میں نے صرف سبزی بنوایا۔ جب میں آپا جان کے لئے صاف لحاف کور لگا کر کمبل تکیہ لے کر کمرے میں گئی تو آپا جان سو چکی تھیں۔ میں نے بالکل آہستہ آہستہ بدلا اندر کمبل لگا کر صاف والی لحاف اُڑھایا۔ آپا جان کو شائد کچھ محسوس ہوا تھا کہ میں انہیں اچھی طرح گرم کر کے سُلا رہی ہوں۔ کیونکہ جب میں ٹرے میں کھچڑی لے کر کھلانے کو گئی تو صاحبزادی شوکی وہیں پر تھیں۔ مجھے دیکھتے ہی آپا جان نے کہا کہ صوفیہ! میں تمہارے لئے زندگی بھر دعائیں کروں گی۔ یہ دُعا کرنے والی محبت سے بھرپور ہستی کتنی جلد ہم سے جُدا ہو گئی۔ یہ کسے معلوم تھا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ صبح سویرے جب میں کمرے میں گئی کہ چائے کا پوچھوں تو آپا جان بالکل تیار بیٹھیں تھیں۔ چائے کے لئے پوچھا تو کہنے لگیں کہ اب ناشتہ کر کے جلدی قادیان چلیں۔ پھر ناشتہ کے بعد ہم لوگ قادیان کے لئے روانہ ہوئے اور اپنے پیارے قادیان دو گھنٹہ میں پہنچ گئے۔ منارۃ المسیح دیکھ کر سبھوں کا خوشی سے بُرا حال تھا۔

قادیان پہنچ کر آپا جان آرام کی خاطر اپنے کمرے میں چلی گئیں۔ شام کے وقت میاں صاحب (مرزا وسیم احمد صاحب) کی طرف آگئیں جہاں ربوہ اور پاکستان کی بہت ساری رشتہ دار بہنیں وغیرہ ٹھہری ہوئی تھیں۔ ہر چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا۔ اور سب گلے مل رہی تھیں بیگم آپا جان تکلیف کے باوجود بے حد خوش ہو کر ملتی رہیں۔ اور اسی طرح تین شامیں ملنے کے لئے آتی رہیں۔ میں بھی وہاں ہوتی تھی۔ ایک دن میں نے صاحبزادی فائزہ سے کہا کہ ایک منٹ کے لئے مجھے آپا جان کو دکھلو دو۔ کیونکہ ہر کسی کو جانے کی اجازت نہیں تھی۔ مجھے لے کر فائزہ آپا جان کے پاس چھوڑ آئیں۔ آپا جان نے میرے لئے کرسی اپنے قریب منگوائی تو میں نے کہا۔ آپا جان میں ایک منٹ کی اجازت لے کر صرف آپ کو دیکھنے کے لئے آئی ہوں۔ بیٹھوں کیسے۔ کھِل کھلا کر ہنسنے لگیں۔ اور کہا کہ تم بیٹھو تو۔ میرا حال پوچھا۔ کہنے لگیں کہ اب پیٹ کی تکلیف زیادہ بڑھ گئی۔ میں نے کہا آپا جان! آپ نے حضور کا پلنگ دوسری طرف کیوں لگوایا۔ تو کہا میں تو ساری رات بے چین رہتی ہوں وہ بھی میری وجہ سے پریشان ہوں گے چند گھنٹے تو آرام کا موقعہ ملتا ہے۔ میں جب اُٹھنے لگوں تو بٹھا لیتی تھیں اور جب خدا حافظ کر کے میں جانے لگی تو حضور اقدس کی نظر مجھ پر پڑ گئی حضور رات کا کھانا کھا رہے تھے۔ اپنے بازو کی کرسی پر مجھے بٹھا لیا اور اپنی پلیٹ جس میں خود حضور کھا رہے تھے مجھے دیدیا۔ پھر مجھے سالن اور روٹی خود سے دیا۔ بار بار سالن سے پلیٹ بھر دیتے۔ جب ایک بار میں نے کہا حضور اب بس کریں تو کہا کہ پھر فضل صاحب ناراض ہوں گے۔ ایک بار مشن ہاؤس میں حضور نے مجھے اپنے ساتھ ٹیبل پر کھانے کے لئے کہا تو میں نے کہلا دیا تھا کہ میں حضور کو جب کھلا لوں گی تب کھاؤں گی۔ فضل صاحب کو میں نے جب بتایا تو انہوں نے مجھے کہا کہ ایسی فضیلت سے تم نے کیوں انکار کیا۔ یہی بات حضور کو معلوم ہو گئی تھی دیر تک حضور اقدس اپنے بچپن کی باتیں موجن وغیرہ سے کرتے رہے۔ پھر مجھے بادام کی مٹھائی دی اور ایک سیب نکال کر دیا کہ تم نے میٹھا تو کھایا ہی نہیں۔ باتوں کے دوران میں نے کہا کہ آج تو جلسہ گاہ میں رونے کا دن تھا۔ تو حضور نے پوچھا کیوں؟ میں نے کہا حضور ہماری ایسی قسمت کہ ہندوستان میں حضور عورتوں کے جلسہ گاہ میں تقریر کر رہے تھے۔ ہم سب روتے ہی رہے اس پر صاحبزادی مونا نے تو خوب ہی

(باقی ملاحظہ فرمائیں صفحہ ۱۲ پر)

مدلل و مسکت جوابات

(قسط نمبر ۱۱)

راہِ ھدیٰ

تحریر ——— ایم کے خالد

دیوبندی عالم محمد یوسف صاحب لدھیانوی کے رسالہ "قادیانیوں کو دعوت اسلام" کے جواب میں

ادارہ

۵:- لدھیانوی صاحب نے پانچواں شعر یہ پیش کیا ہے کہ ؎

زندہ شد ہر نبی با مدنم
ہر رسولے نہاں بپیراہنم

ترجمہ :- میری آمد سے ہر نبی زندہ ہوگیا ہے۔ ہر رسول میرے لباس میں نہاں ہے

اس شعر میں بھی انبیاء سے افضلیت کا دعویٰ نہیں کیا گیا بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یقینی کلام حاصل کرنے کے لحاظ سے اور ہر نبی کی کسی خاص صفت کا مظہر ہونے کے لحاظ سے میری آمد پہ ہر نبی زندہ ہو! اور ثابت ہوگیا کہ وہ معاملات جوان کے مخالفین نے ان سے کئے تھے اور اس کے مقابلہ میں وہ تائیدات جو خدا تعالےٰ نے ان کی فرمائی تھیں وہ سب صحیح اور درست ہیں۔ اس الحاد، دہریت اور گمراہی کے زمانہ میں اکثر لوگوں نے انبیاء کی نبوتوں کا انکار کر دیا تھا اور طرح طرح کے ان پہ حملے کئے۔ میں نے تمام نبیوں کی طرف سے اس زمانے میں جنگ مدافعت کی اور جو اعتراضات ان پہ کئے جاتے تھے وہ دور کر کے ان کے اصل مدارج و مراتب سے ناواقفوں کو واقف اور واقفوں کو واقف تر بنا دیا۔ جس کے نتیجے میں عظمت اور وقار کے لحاظ سے گویا ہر نبی کو زندگی مل گئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کے نتیجہ میں مجھے خدا تعالےٰ نے تمام نبیوں کا مظہر بنا دیا اور تمام نبیوں کے مخالفین اپنے اپنے زمانہ کے انبیاء سے جو سلوک کرتے رہے وہ سلوک آج میرے مخالفین نے میرے ساتھ شروع کر دیا اور تمام انبیاء کی جس طرح اللہ تعالےٰ تائید کرتا رہا اسی طرح آج خدا نے ہر مرحلہ پر میری تائید فرمائی۔

۶:- لدھیانوی صاحب نے چھٹا شعر یہ پیش کیا ہے کہ ؎

اینک منم کہ حسب بشارات آمدم
عیسیٰ کجا ست تا بنہد پا بمنبرم

اس شعر کا صرف یہ مطلب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارات کے مطابق میں آیا ہوں عیسیٰ کہاں ہے تا وہ میرے منبر پہ پاؤں رکھ سکے یعنی عیسیٰ علیہ السلام تو زندہ نہیں ہیں بلکہ وفات پا گئے ہیں۔ اس لئے وہ امت محمدیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب اور مظہر بن کر نہیں آ سکتے۔ چنانچہ اس سے اگلے شعر میں ان کے نہ آنے کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ ؎

آں را کہ حق بجنت خلدش مقام داد
چوں برخلاف وعدہ برون آرد از ارم

کہ حضرت عیسیٰ کو تو اللہ تعالےٰ نے بعد وفات جنت میں جگہ دے دی ہے اس لئے اب اللہ تعالےٰ اپنے وعدہ کہ

وَمَا هُمْ مِنْهَا بِمُخْرَجِينَ
(سورۃ حجر ۴۹)

کہ جنت سے کوئی نکالا نہیں جائے گا کے مطابق انہیں جنت سے باہر نکال کر کیسے بھیجے گا۔

"عقیدہ نمبر ۱۴"

اس عنوان کے تحت لدھیانوی صاحب لکھتے ہیں کہ :

"اسلامی عقیدہ ہے کہ صاحب مقام محمود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور قادیانیوں کے نزدیک مرزا صاحب"

(صفحہ ۲۱)

حضرت مرزا صاحب مسیح و مہدی ہونے کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی بیٹا ہونے کی بنا پر (اس) مقام پہ فائز ہیں چنانچہ یہ بھی مولوی نے افتراء کا ایک اور شگوفہ کھلایا ہے اس بحث سے قطع نظر کہ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے غلاموں کو آپ کی متابعت میں مقام محمود عطا ہونا قابل اعتراض ہے کہ نہیں لدھیانوی صاحب سراسر ظلم کی راہ سے جانتے بوجھتے ہوئے یہ غلط بات حضرت مرزا صاحب کی طرف منسوب کر رہے ہیں کہ گویا وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام محمود سے ہٹا کر آپ اس پہ فائز ہو چکے ہیں۔ یہ ایک شیطانی خیال ہے۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام کا عشق محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام تو بہت بلند ہے۔ لیکن ایک ادنیٰ سے ادنیٰ احمدی بھی ایسے خیال کو کفر صریح اور باطل سمجھتا ہے۔ جہاں تک دوسرے حصے کا تعلق ہے کہ کیا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں مہدی علیہ السلام کو مقام محمود عطا ہونا تھا یا کہ نہیں تو اس کے متعلق شرح فصوص الحکم کا حوالہ لدھیانوی صاحب کو یاد دلاتے ہیں اور قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ امام مہدی کے ذکر میں شرح فصوص الحکم میں یہ بات بطور پیشگوئی کے درج ہے کہ

فلہ المقام المحمود۔
(شرح فصوص الحکم شیخ عبدالرزاق قاشانی مع مصطفیٰ البابی الحلبی مصری صفحہ ۵۳)

یعنی مہدی موعود کو بھی مقام محمود حاصل ہوگا۔

لیکن جناب لدھیانوی صاحب بات یہیں ختم نہیں ہو جاتی امت محمدیہ کے چار بزرگ ترین صوفی فرقوں میں سے سہروردی فرقہ کے بانی حضرت شہاب الدین رح سہروردی یہاں تک فرماتے ہیں کہ

"وھو المقام المحمود الذی لایشارکہ فیہ من الانبیاء والرسل الا اولیاء امتہ"
(مہدیہ مجددیہ صفحہ ۷۰)

کہ مقام محمود میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انبیاء اور رسولوں میں سے کوئی شریک نہیں سوائے ان اولیاء کے جو آپ کی امت میں سے ہوں۔ پس جبکہ اولیاء کو بھی یہ مرتبہ مل سکتا ہے تو مسیح موعودؑ کو کیوں نہیں مل سکتا اب لدھیانوی صاحب بتائیں کہ کیا سہروردی رح صاحب اور دنیا بھر میں آپ کے تمام مرید آپ کے نزدیک کافر اور مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہو گئے ہیں؟

"عقیدہ نمبر ۱۵"

اس عنوان کے تحت لدھیانوی صاحب کسی احمدی کا اخبار الفضل میں سے یہ فقرہ لکھتے ہیں کہ مسیح موعود کے وقت میں بھی موسیٰ و عیسیٰ اعلیٰ ہوتے تو مسیح موعود کی پیروی کرتے۔

(صفحہ ۲۱)

اس کے جواب میں ہم صرف یہی کہنا کافی سمجھتے ہیں کہ مہدی موعود کے بارے میں امت محمدیہ کا یہی عقیدہ ہے کہ :-

"المھدی الذی یجیٔ فی اخر الزمان فانہ یکون فی الاحکام الشرعیۃ تابعا لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم وفی المعارف والعلوم والحقیقۃ تکون جمیع الانبیاء والاولیاء تابعین لہ کلھم وھذا لاینا قض ماذکرناہ لان باطنہ باطن محمد صلی اللہ علیہ وسلم"

(شرح فصوص الحکم مصری صفحہ ۵۲، ۵۳ مصنف عبدالرزاق قاشانی رح)

یعنی امام مہدیؑ جو آخری زمانہ میں آئیں گے احکام شرعیہ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہونگے، اور معارف وعلوم اور حقیقت کے لحاظ سے تمام انبیاءؑ اور اولیاء اس مہدی علیہ السلام کے تابع ہوں گے کیونکہ اس کا باطن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا باطن ہے۔

اس سلسلہ میں فصل اوّل میں بڑی تفصیل کے ساتھ حوالہ جات درج کئے جا چکے ہیں۔ جن سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ مہدی و مسیح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری کاپی بن کر آئے گا جن کا لازمی نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ وہ بہت سے گذشتہ انبیاء سے افضل ہوگا۔ مزید برآں لدھیانوی صاحب کا خود اپنا یہی عقیدہ ہے۔ لیکن یہ تلبیس سے کام لے کر دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ خود اعتقاد رکھتے ہیں کہ جب مسیحؑ آئے گا تو مہدیؑ اس کا امام ہوگا اور مہدیؑ اس کی امامت کرے گا۔

چنانچہ لدھیانوی صاحب بعض روایات کے مطابق اپنا عقیدہ خود یہ لکھتے ہیں :-

"دجال جب شام کا رخ کرے گا تو اس وقت حضرت امام مہدی علیہ الرضوان

قسطنطنیہ کے محاذ پر ہوں گے خبر دجال کی خبر سن کر شام واپس آئیں گے اور دجال کے مقابلے میں صف آراء ہوں گے نماز فجر کے وقت جبکہ نماز کی امامت ہو چکی ہوگی عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے حضرت مہدی علیہ الرضوان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نماز کے لئے آگے کریں گے اور خود پیچھے ہٹ آئیں گے مگر حضرت عیسیٰ انہی کو نماز پڑھانے کا حکم فرمائیں گے"

(شناخت صفحہ ۹۱ از مولانا محمد یوسف لدھیانوی زیر اہتمام مرکزی دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ حضوری باغ روڈ ملتان)

پس افسوس کہ یہ کس قدر ناقابل اعتماد مولوی صاحب ہیں کہ بنی نوع انسان کو دھوکہ دینے کے لئے اپنے عقیدے بھی چھپاتے ہیں اور وہی بات اگر کوئی دوسرا کہے تو اس پہ حملہ آور ہو جاتے ہیں۔

"عقیدہ نمبر ۱۶"

اس عنوان کے تحت لدھیانوی صاحب لکھتے ہیں۔

"قرآن کریم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہراتؓ کو امت کی مائیں فرمایا ہے۔

وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ

(الاحزاب)

لیکن قادیانی مذہب میں یہ لقب جناب مرزا صاحب کی اہلیہ محترمہ کا ہے"۔ (صفحہ ۲۱)

یہ بھی مولوی صاحب کی احمقانہ تلبیس کی ایک عجیب مثال ہے۔ اور بھی سوال عقلاً اس موقعہ پہ اٹھ سکتے ہیں کہ کیا امہات المومنینؓ کے سوا جو یقیناً ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کسی اور امتی کی زوجہ کو ام المومنینؓ کہنا جائز ہے کہ نہیں دوسرا سوال عقلاً یہ اٹھتا ہے کہ جب احمدی حضرات بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام کی زوجہ محترمہؓ کو ام المومنین کہتے ہیں تو ساری امت محمدیہ میں آغاز سے لے کر قیامت تک جو مومنوں کی ماں ہیں یا ام المومنینؓ ہیں ان سے مراد جماعت احمدیہ سے منسلک وہ مومنین ہیں جو فی الحقیقت حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام کی زوجہ محترمہؓ کا ایک سچی ماں کی طرح احترام کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہراتؓ کا ہمسر اور شریک نہیں سمجھتے۔

جہاں تک اس دوسری بات کا تعلق ہے یہ تو ہر معقول آدمی سمجھ جائے گا کہ اس احمدی موقف کو دنیا کے سامنے دیانتداری کے ساتھ پیش کیا جائے تو کسی کے نزدیک قابل اعتراض نہیں ہو سکتا جہاں تک پہلے پہلو کا تعلق ہے ہم یہ بات خوب کھول دینا چاہتے ہیں کہ امت محمدیہ میں ایسی دوسری مثالیں بھی موجود ہیں جن سے ثابت ہو جائے گا کہ اولیاء اور صالحین اور مومنین کی ازواج کو ام المومنین کہا جا سکتا ہے۔

چنانچہ

۱۔ گلدستہ کرامات مولفہ مفتی غلام سرور صاحب مطبوعہ مطبع انتواء دہلی کے صفحہ ۱۸ پہ حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ محترمہ کو ام المومنین کہا گیا ہے۔

۲۔ اشارات فریدی حصہ دوئم صفحہ ۹۱ مطبوعہ مفید عام پریس آگرہ ۱۳۱۴ھ میں حضرت خواجہ جمال الدین ہانسویؒ کی اہلیہ محترمہ کو ام المومنین لکھا ہے۔

۳۔ سیر الاولیاء تالیف سید محمد بن مبارک کرمانی میسر خورد کے صفحہ ۱۸۷ پہ لکھا ہے۔ کہ حضرت شیخ جمال الدین ہانسویؒ اپنی ایک خادمہ کو ام المومنین کہا کرتے تھے۔

۴۔ تاریخ مشائخ چشت از خلیق احمد نظامی کے صفحہ ۱۶۴ پر لکھا ہے کہ حضرت شیخ جمال الدین صاحب ہانسویؒ کی ایک خادمہ جو بڑی عابدہ اور صالحہ تھیں لوگ انہیں ام المومنین کہا کرتے تھے۔

۵۔ پی ایل او کے سربراہ یاسر عرفات کی بہن بھی ام المومنین کہلاتی ہیں۔

THE PLO CHAIRMAN IS KNOWN TO HAVE TWO LIVING BROTHERS - FATHY' THE HOSPITAL DIRECTOR ' AND GAMAL' WHO REPRESENTS THE PLO IN YEMEN AND A SISTER IN CAIRO WHO IS KNOWN BY THE NOM DE GUERRE UM AL MUMENEEN' "MOTHER OF THE FAITH-FUL."

(LOS ANGELES TIMES' MARCH 19' 1988)

پس ان حوالوں کو پڑھ کر ہر شریف النفس مسلمان لدھیانوی صاحب کے اس اعتراض سے بریت کا اعلان کرے گا اور ملامت کرے گا کہ تم اچھے عالم دین ہو کہ ان باتوں سے بے خبر ہو یا ناجائز طور پہ ایک سے آنکھ بند کر کے دوسرے پہ حملہ کرتے ہو۔

(باقی آئندہ)

بقیہ صفحہ ۱۰ سے آگے

رولایا نظم پڑھ کر۔ حضور نے کہا کہ ہاں اس وقت تو مجھے بھی رونا آگیا تھا۔ جلسے کی گہما گہمی ایسی تھی کہ چیونٹی کی طرح سرک رہے تھے سارے لوگ۔ حضرت صاحب اکثر جب مجلس عرفان میں یا ملاقاتوں میں جاتے ہوئے پندرہ بیس منٹ کیلئے میاں وسیم صاحب کی طرف سب سے ملنے ہوئے جاتے اور قادیان میں گزارے ہوئے دنوں کی باتیں کرتے سبھوں کا حال پوچھتے۔ حضور اقدس سخت نزلہ اور گلے کی تکلیف میں مبتلا تھے۔ پھر بھی ہر پروگرام اسی طرح جاری رکھا جلسے کی واپسی کے بعد حضور کا ایک پروگرام تھا جو کسی وجہ سے کینسل ہو گیا دلی میں میری آپا جان کو بے حد غم اور تڑپ تھی کہ قادیان سے چلے آئے۔ ہم لوگ وہاں بھی اتنے دن گزارتے میری پوتی عائشہ اور پوتا عمر۔ حضور اقدس سے ملنے کیلئے بے چین رہتے۔ اسکول کی چھٹی کے بعد میری بہو سیما اکثر عائشہ عمر کو لیکر مشن ہاؤس آجاتی۔ حضرت صاحب بچوں کو بہت پیار کرتے۔ ایک دن حضور کو بخار تھا عمر کو دیکھا نہیں۔ عمر نے مجھ سے کہا کہ حضور نے مجھ سے آج بات تک نہیں کیا۔ اور جب دوسرے دن وہ گیا تو ہمارے پیارے امام نے اُسے اور عائشہ کو سات بار پیار کیا۔ مجھے دلی میں رہنے کی وجہ سے سارے دن آپا جان کے پاس ان کی خدمت کرنے کا موقعہ ملا۔ حضور اقدس کے ساتھ کھانا کھانے کی عزت ملی۔ سیما میرے بیٹا طارق کی بیوی اور عائشہ عمر کی ماں ہے۔ وہ جب مشن ہاؤس بچوں کو لیکر جاتی تو بیگم صاحبہ کے پیر دباتی۔ بدن دباتی۔ بیگم صاحبہ کہتیں تمہیں بہت اچھا دبانا آتا ہے۔ اُسے دعائیں دیتیں۔

بیگم صاحبہ کو بہت افسوس تھا کہ دہلی کی سیر نہیں کی۔ آگرہ نہیں گئیں۔ میں کہتی آپا جان اگلی بار جب آپ آئیں گی تو میں آپ کو خوب دلی کی سیر کراؤنگی۔ شوپنگ کراؤنگی اور آگرہ تو سب سے پہلے ہم سب جائیں گے۔ انشاء اللہ۔ مگر افسوس میری آپا جان اب کہاں ہیں۔؟

دلی میں روز بروز پتہ کی تکلیف بڑھتی ہی رہی۔ کمزوری بہت ہو گئیں ایک دن صبح سے بیگم صاحبہ کو ڈرپ لگی ہوئی تھی۔ میں وہیں پہ تھی۔ کچھ کمزوری دور ہوئی تو حضور اقدس نے بیگم صاحبہ کو باہر بھیجا کر کھانا کھلانے کا پروگرام بنایا۔ "لامریڈین" فائیو اسٹار ہوٹل ہم سب گئے۔ بیگم صاحبہ کیلئے تندوری کھانا آیا۔ حضور اقدس اور سبھوں کیلئے چائنیز۔ بیگم صاحبہ کو ہوٹل بہت پسند آیا۔ اور کہا کہ انگلینڈ۔ امریکہ میں بھی ایسا اچھا ہوٹل نہیں دیکھا ۱۰ر جنوری کی رات کو میاں سفیر اور صاحبزادی شوکی کے ساتھ لندن جا رہی تھیں بیگم صاحبہ نے اپنا اور حضور اقدس کا سامان بیگ میں مجھ سے پیک کروایا۔ مجھے بے حد خوشی اور ناز ہے کہ جب تک حضرت صاحب اور بیگم صاحبہ دلی میں رہیں میں نے سوائے رات کے لمحہ لمحہ آپا جان کے ساتھ گزارا۔ آخری رات کو جب میں اپنی پیاری آپا جان سے رخصت ہو کر گھر جا رہی تھی تو اس وقت میں نے سمجھا تھا کہ ایئر پورٹ میں ضرور جاؤنگی مگر میری طبیعت کچھ خراب ہو گئی جس کی وجہ سے میں ایئرپورٹ نہیں جا سکی تھی۔ فضل صاحب نے پلین کے اندر جاکر بیگم صاحبہ کو بیٹھایا۔ اور جب وہ خدا حافظ کہکر آنے لگے تو حضرت بیگم صاحبہ نے کہا کہ صوفیہ کو کہہ دینا کہ انہوں نے میری اتنی خدمت کی ہے کہ میں انہیں ہمیشہ اپنی دعاؤں میں یاد رکھوں گی۔ اور ان کے بیٹے مبارک کے لئے حضور کو دعا کے لئے یاد دلاتی رہوں گی۔

میری آپا جان! آپ کے ساتھ گزارے ہوئے یہ لمحے میری زندگی کا سرمایہ ناز ہیں۔

کوئی کیا جانتا تھا کہ ۱۰ر جنوری کی مشفقانہ صحبت آخری ہوگی اور پھر ہم اس عظیم اور پیاری ہستی کی محبت شفقت۔ پیار اور ذرہ نوازی سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو جائیں گے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

انتظامی امور اور ترسیل زر کے بارے میں مینیجر بدر سے اور مضامین کے بارے میں ایڈیٹر سے رابطہ کریں۔

ادارہ

تربیتی و تبلیغی مساعی

نیپال کے قائدِ جمہوریت کی خدمت میں جماعتی لٹریچر

۱۹ رمئی ۹۲ء کو ۳ بجے سہ پہر نو کھریہ بازار میں نیپال کانگرس کی طرف سے ایک پبلک جلسہ منعقد ہوا جس میں قائد قوم و جمہوریت عزت مآب شری گنیش مان سنگھ وزیر مملکت شری راجندر پرشاد جی نیز کیبنٹ وزیر شری مہندر چودھری سمرکمرہ نیڈر و ممبران پارلیمنٹ موجود تھے۔

جماعتی وفد کے طور پر خاکسار مکرم محمد اسمٰعیل صاحب مہاجر مکرم یونس احمد صاحب شریک ہوئے معزز مہمانانِ کرام سے ملاقات و تعارف ہوا۔ جلسہ کے اختتام پر خاکسار نے قائد جمہوریت جناب گنیش مان سنگھ کی خدمت میں جماعتی لٹریچر کا تحفہ پیش کیا۔ جسے موصوف نے عقیدت و احترام کے ساتھ قبول فرمایا۔

بعد جلسہ مختلف دوستوں سے تعارفی ملاقاتیں ہوئیں۔ وزیر مملکت جناب مہندر چودھری صاحب سے احمدیہ پبلک سکول پرسونی کے سلسلہ میں خصوصی ملاقات ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ان حقیر مساعی کو شرف قبولیت بخشے اور ثمر آور ثابت کرے۔ آمین

(منظفر احمد ظفر نارائن اسٹیٹ نیپال)

لجنہ اماء اللہ اور ناصرات الاحمدیہ (مقامی) قادیان کا سالانہ اجتماع

الحمدللہ کہ لجنہ اماء اللہ قادیان کو اپنا ۱۹واں اور ناصرات الاحمدیہ کو اپنا ۲۵واں سالانہ اجتماع منعقد کرنے کی توفیق ملی۔

۱۱ر ستمبر ٹھیک ۹ بجے صبح "ایوان خدمت" کے ہال میں اجتماع لجنہ اماء اللہ کے افتتاحی پروگرام کا آغاز زیر صدارت محترمہ صادقہ خاتون صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ قادیان عزیزہ راشدہ تنویر صاحبہ کی تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ بعدہٗ محترمہ بشریٰ صادقہ صاحبہ جنرل سیکرٹری نے عہد دہرایا۔ اور محترمہ طیبہ ناز صاحبہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام خوش الحانی سے پیش کیا۔

افتتاحی دعا کے بعد محترمہ امۃ الرؤف صاحبہ نے لجنہ اماء اللہ قادیان کی سالانہ کارکردگی کی رپورٹ پیش کی۔

ازاں بعد لجنہ اماء اللہ کے مختلف علمی مقابلہ جات ہوئے۔ جبکہ ۱۲ر ستمبر کو لجنہ و ناصرات کے دلچسپ ورزشی مقابلہ جات کروائے گئے۔

دوسرے وقت کی کارروائی کا آغاز ٹھیک ۲½ بجے محترمہ خورشید بیگم صاحبہ کی صدارت میں ہوا۔ عزیزہ ماریہ تمرین کی تلاوت قرآن کریم کے بعد محترمہ منورہ شوکت صاحبہ سیکرٹری ناصرات الاحمدیہ نے عہد دہرایا ازاں بعد حضرت مصلح موعودؓ کا منظوم کلام عزیزہ عاصمہ بیگم نے خوش الحانی سے پیش کیا۔ بعدہٗ لجنہ اماء اللہ کا مقابلہ حفظ قرآن ہوا۔

ناصرات الاحمدیہ کے اجتماع کی سلور جوبلی کے موقع پر محترمہ مبارکہ شاہین صاحبہ نائب نگران ناصرات الاحمدیہ نے قادیان میں ناصرات الاحمدیہ کے قیام سے لے کر اب تک کی کارگزاری اور کامیابیوں کا مختصر جائزہ اور ناصرات الاحمدیہ قادیان کی جولائی ۱۹۹۱ء تا جون ۱۹۹۲ء کی سالانہ رپورٹ پیش کی۔ بعدہٗ ناصرات الاحمدیہ معیار اوّل کی ۸ ممبرات نے ترانہ پیش کیا۔ اور ناصرات الاحمدیہ کے علمی مقابلہ جات ہوئے۔

دوسرے دن پہلے وقت کی کارروائی کا آغاز ٹھیک نو بجے محترمہ معراج سلطانہ صاحبہ نائب صدر لجنہ اماء اللہ قادیان کی زیر صدارت۔ عزیزہ عطیۃ القدوس کی تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ عزیزہ حامدہ تبسم کی نظم خوانی کے بعد ناصرات الاحمدیہ کے علمی مقابلہ جات ہوئے۔

اختتامی اجلاس کا آغاز ٹھیک ۲½ بجے محترمہ صادقہ خاتون صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ قادیان کی زیر صدارت محترمہ امۃ الحکیم صاحبہ کی تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ محترمہ امۃ الہادی شیریں صاحبہ کی نظم خوانی کے بعد علمی مقابلہ جات ہوئے۔ ابعد ازاں محترمہ صدر صاحبہ نے مقابلہ جات میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والی لڑکیوں میں انعامات تقسیم کئے۔ اور مستورات سے اختتامی خطاب فرمایا۔ اجتماعی دعا کے ساتھ اجتماع اختتام پذیر ہوا۔ ممبرات لجنہ و ناصرات کے علاوہ ۱۵ غیر مسلم خواتین نے اجتماع کی کارروائی کو سنا۔

(شعبہ رپورٹنگ لجنہ اماء اللہ قادیان)

جماعت احمدیہ کلکتہ کی خوشکن مساعی

(جون کے اوائل میں)

بنگال کے بعض علاقوں خاص طور پر ضلع وردھمان کا تبلیغی دورہ محترم ماسٹر مشرق علی صاحب امیر جماعت کلکتہ، مکرم نور احمد صاحب مکرم مشتاق علی صاحب اور خاکسار نے کیا اور مختلف مقامات پر غیر از جماعت افراد کو اکٹھے کر کے احمدیت کا پیغام پہنچایا۔ محترم ماسٹر مشرق علی صاحب اور خاکسار نے تقاریر کیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دو نئی جماعتوں کا قیام ہوا جب کہ ایک نئی بستی جو ابھی زیر تعمیر ہے کا نام طاہر آباد رکھا گیا۔

محترم منظور احمد صاحب گجراتی وکیل اعلیٰ تحریک جدید اور عزیزم وقار احمد صاحب ظفر عزیزم ابرار احمد صاحب ظفر، عزیزم ساجد احمد صاحب بانی کے ہمراہ خاکسار کو سکم صوبہ میں پیغام حق پہنچانے کا موقع ملا۔ گینگٹاک شہر میں جہاں سے تبت اور چین کی سرحدیں صرف ساٹھ کلومیٹر رہ جاتی ہیں اور دنیا کی مشہور چوٹی کنچن چنگا اس شہر کے سامنے نظر آتی ہے۔ ۳ پر مشتمل لیکن نہایت مخلص جماعت خدا تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے۔ اس مرکزی شہر کے گردوارہ میں خاکسار نے تقریر کی اور احمدیت کا پیغام پہنچایا۔

ایک ہندو کنونشن میں خاکسار کا لیکچر ہوا جس میں اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقہ مدعو تھا۔ دو سو افراد نے شمولیت فرمائی یہ لیکچر بنگال یونیورسٹی کے سامنے ہوا خاکسار کے ہمراہ دس خدام تھے۔ محترم امیر صاحب کلکتہ نے بھی شمولیت فرمائی۔ اور خدام نے بنگالی زبان میں لٹریچر تقسیم کیا۔

علماء کو خصوصی چیلنج کا ترجمہ بنگالی زبان میں رسالہ البشریٰ میں شائع کر کے تقسیم کیا نیز دو ہزار کی تعداد میں دو ورقیہ شائع کر کے پورے بنگال میں بھجوایا گیا۔

مولانا حافظ قاری محمد مستقیم صاحب خطیب مسجد پارک سرکس کے ساتھ خاکسار کا تبادلہ خیال غیر احمدیوں کی مسجد میں نہایت خوش اخلاقی کے دائرہ میں ہوا۔

حضور انور کے خطاب و انٹرویو پر مشتمل وی ڈی او کیسٹ مسجد احمدیہ میں دکھائی گئی جس میں ۵۷ فیصد افراد جماعت نے شمولیت کی۔ نیز ایک تربیتی اجلاس مسجد میں ہوا جس میں ۶۰ فیصد احباب شریک ہوئے۔

(محمد الدین شمس مبلغ انچارج بنگال)

منارگھاٹ میں تبلیغی ٹور اور تربیتی جلسے

(مجلس خدام الاحمدیہ)

پالگھاٹ زون کے اہتمام جماعت احمدیہ منارگھاٹ کے قریب منارگھاٹ سے آٹھ کلومیٹر دور واقع گاؤں چیرا کل پڈی Chirakkal Padi جنکشن میں ۱۲/۹/۹۲ کو ایک تبلیغی پروگرام بنایا گیا۔ اس پروگرام میں پالگھاٹ زون سے الانلوڑ، مریاکن، منارگھاٹ اور کاواشیری جماعتوں سے تین انصار اور سترہ خدام نے شرکت کی۔ صبح دس بجے چیرا کل پڈی جنکشن میں چار جماعتوں سے احباب مل کر وہاں سے تین گروپ بنا کر تین طرف گئے ایک گروپ چوروڈ اور تچمپارا Choorode and Thachempara گاؤں کی طرف ایک گروپ کوٹیوڑ وییا کروشی کی طرف (Kottiyode × Viyya Kurassy) ایک گروپ پلی کروپ پلواشیری (Pallikurupp, Pullassery) کی طرف گیا۔ تمام گھروں اور دکانوں میں جا کر تبلیغی کتب فروخت نیز مفت لٹریچر تقسیم کیا۔ بہت سے مسلمان علماء اور ماہرین سے گفتگو ہوئی۔ پروگرام صبح گیارہ بجے تا شام پانچ بجے جاری رہا۔ چیرا کل پڈی والا ایک غیر احمدی نوجوان نے ہمارے ساتھ بہت دور تک پیدل چل کر تبلیغ کے لئے تعاون کیا۔ اس پروگرام میں منارگھاٹ سے خاکسار کے علاوہ دو انصار اور سات خدام نے شرکت کی۔

۱۳/۹/۹۲ کو بعد نماز مغرب مسجد احمدیہ میں مکرم و محترم اے کنجی احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ کی زیر صدارت ایک تربیتی جلسہ منعقد ہوا۔ عزیز

پی۔ ناظم الدین کی تلاوت قرآن کریم سے جلسہ کا آغاز ہوا۔ بعدہٗ مکرم ایم۔ کے عبدالکریم صاحب سیکرٹری مال و مکرم پی۔ ٹی محمد علی صاحب و مکرم ایس ناصر احمد صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ اور خاکسار سی ایچ عبدالرحمٰن معلم وقف جدید نے جماعت کی تربیت و اطاعت اور آداب والدین اور انفاق فی سبیل اللہ پر تقاریر کیں۔ صدارتی تقریر اور اجتماعی دعا کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

8/9/92 کو بعد نماز مغرب مکرم پی۔ ٹی محمد علی صاحب کی زیر صدارت مسجد احمدیہ منارگھاٹ میں ایک تربیتی جلسہ منعقد ہوا۔ عزیزم کے۔ پی۔ ظفر احمد صاحب کی تلاوت قرآن کریم سے جلسہ کا آغاز ہوا۔ عزیزم شبیر احمد نے خوش الحانی سے ایک نظم سنائی۔ صدارتی تقریر کے بعد خاکسار سی ایچ عبدالرحمٰن معلم وقف جدید نے تعلق باللہ و انفاق فی سبیل اللہ پر تقریر کی۔ بعدہٗ مکرم ایم کے عبدالعزیز صاحب مجلس خدام الاحمدیہ اور اطفال الاحمدیہ کی ذمہ داریاں بیان کیں۔ مکرم ایس ناصر احمد صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ، مکرم ایس نوشاد احمد صاحب، مکرم کے کے منصور احمد صاحب اور صدر مجلس نے جماعتی تربیت کے مختلف پہلو بیان کئے۔ اجتماعی دعا کے ساتھ جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا۔ (سی۔ ایچ عبدالرحمٰن معلم وقف جدید منارگھاٹ)

موسیٰ بنی مائنز میں تبلیغی بک سٹال

مکرم منور احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ موسیٰ بنی مائنز بہار تحریر کرتے ہیں کہ ''درگا پوجا'' کے موقعہ پر جماعت احمدیہ موسیٰ بنی مائنز نے انصار۔ خدام۔ اطفال کی مدد سے 2/10/92 کو تبلیغی بک سٹال تیار کیا۔ جسے خلفاء کرام کی تصاویر اور بینر سے سجایا گیا۔ بک سٹال 2/10/92 سے 5/10/92 تک لگایا گیا۔ اور اس میں جماعتی تبلیغی لٹریچر کے علاوہ سات زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم رکھے گئے تھے۔ تبلیغی کتب اردو۔ ہندی۔ بنگلہ۔ تامل اور اڑیہ زبانوں میں رکھی گئی تھیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کافی لوگوں کی آمد و رفت ہمارے بک سٹال پر رہی روزانہ صبح آٹھ بجے تا رات 11-30 بجے تک سٹال کھلا رہا۔ اس بک سٹال کا بہت اچھا اثر رہا۔ سرکردہ مسلمانوں نے ہمارے اس کام کو سراہا کہ آپ لوگ کس عظیم الشان رنگ میں اسلام کی خدمت کر رہے ہیں۔ جبکہ دوسرے مسلمان اس سے محروم ہیں۔

بک سٹال کو کامیاب بنانے کے لئے مکرم مولوی فضل عمر صاحب محمود مبلغ سلسلہ۔ مکرم شیخ ہارم صاحب نائب صدر۔ مکرم شمیم شبیر احمد صاحب قائد مجلس کے علاوہ بہت سے احباب نے تعاون کیا۔

اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر دے۔ اور اس مساعی کے بہتر نتائج برآمد فرمائے۔

لجنہ اماء اللہ یادگیر کے تحت یوم نماز کا انعقاد

خدا تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ لجنہ اماء اللہ یادگیر کو یوم نماز منانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ الحمدللہ

علاوہ مسلم پورہ اور کمہاری باؤلی کی بے ممبرات سے نماز کا ترجمہ سنا گیا۔

4 ستمبر کو بعد نماز جمعہ احمدیہ ہال میں ایک اجلاس بسلسلہ یوم نماز منعقد کیا گیا۔ محترمہ صبیحہ نثار صاحبہ صدر لجنہ کی زیر صدارت جلسہ کا آغاز محترمہ مالن بیگم صاحبہ کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ صدر جلسہ نے عہد دہرایا۔ اور پیارے آقا کے ارشادات سنائے کہ صرف نماز پڑھنا کافی نہیں۔ نماز ترجمے کے ساتھ پڑھنا بہت ضروری ہے۔ اور نماز کا ترجمہ ہر احمدی کو آنا چاہیئے۔ خواہ وہ بچہ ہو، جوان ہو یا بوڑھا۔ مرد ہو یا عورت ہر احمدی کے لئے ضروری ہے کہ نماز ترجمہ سے جانتا ہو۔ نماز ایک نعمت ہے اس کا پڑھنا ہم پر فرض ہے۔ یہ ہم کو بُری باتوں اور بے حیائی اور ناپسندیدہ حرکات اور لغو باتوں سے روکتی ہے۔ بعدہٗ محترمہ ممتاز بشیر صاحبہ گڈے لے نماز کا ترجمہ پڑھ کر سنایا۔ بعدہٗ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا 27 نومبر 85ء کا خطبہ جمعہ نماز کی اہمیت کے تعلق سے عزیزہ صبیحہ بیگم نے پڑھ کر سنایا۔ جبکہ عزیزہ آسیہ پروین نے نظم نماز کے تعلق سے خوش الحانی سے پڑھی۔ صدر صاحبہ نے نماز کی اہمیت و برکت پر تفصیل سے خطاب کیا۔

(نصرت خاتون جنرل سیکرٹری)

جماعت احمدیہ بمبئی کے تحت یوم تبلیغ

بمبئی شہر میں باندرہ مقام پر ماؤنٹ میری کا بڑا ہی معروف ایک چرچ ہے۔ ہر سال اس چرچ پہ ماؤنٹ میری کا میلہ لگتا ہے۔ امسال بھی 8 ستمبر سے یہ میلہ شروع ہوا۔ آخری روز 20 ستمبر کو سب سے زیادہ اژدھام ہوتا ہے۔ اس موقعہ سے استفادہ کرتے ہوئے 20 ستمبر کو یوم تبلیغ منایا گیا۔

خدام ساڑھے دس بجے مشن پر حاضر ہو گئے۔ تمام خدام کو مختلف زبانوں میں لٹریچر دیا گیا۔ بعد دعا خدام مشن سے باندرہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اس پروگرام کے تحت اس دن خاص طور پر مسیح کشمیر میں، مسیح کی صلیبی موت سے نجات اور احمدیت کا پیغام سیرۃ دین نیز [illegible] تقریباً ہزار کی تعداد میں تقسیم کیا گیا۔ خدام باندرہ اسٹیشن سے چرچ کے راستہ پر کھڑے ہو گئے اور ہر آنے جانے والے کو لٹریچر دیا اور بعض افراد سے تبلیغی گفتگو بھی کی گئی۔ تمام خدام شام پانچ بجے تک اس جہاد میں لگے رہے اور ہزاروں افراد تک احمدیت کا پیغام پہنچایا۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ (زبیر بن احمد ظفر مبلغ سلسلہ)

تربیتی اجلاس جماعت احمدیہ مرکرہ

27 ستمبر 1992ء مسجد احمدیہ مرکرہ میں جماعت احمدیہ مرکرہ کا تربیتی اجلاس زیر صدارت محترم پی کے عبدالجلیل صاحب صدر جماعت احمدیہ مرکرہ منعقد ہوا۔ تربیتی اجلاس کی کارروائی کا آغاز مکرم حافظ بشیر احمد صاحب کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ بعدہٗ مکرم شیخ محی الدین صاحب نے نظم خوش الحانی سے پڑھی۔ ازاں بعد مکرم ایم ایچ محمد صاحب نے نماز باجماعت کی اہمیت اور برکات پر کی۔ (مقامی زبان میں) مکرم مولوی وسیم احمد صاحب صدیقی نے تقویٰ کے موضوع پر کی۔ (ملیالم زبان میں) مکرم عبدالرحمٰن صاحب نائب صدر جماعت نے اتحاد کی برکت کے موضوع پر۔ مکرم ایم اے بشیر احمد صاحب سیکرٹری مال نے امانت اور دیانت کے تعلق میں (زبان انگریزی) تقریر کی۔ محترم صدر جلسہ پی کے عبدالجلیل صاحب نے مقامی زبان میں نظام جماعت کی برکت اور پابندی پر تقریر کی۔ دوران جلسہ مکرم ایم ای منظور احمد صاحب نے خوش الحانی سے نظم سنائی کثیر تعداد میں مرد و زن نے شرکت کی۔

(ذکی عبدالرحیم سیکرٹری تعلیم و تربیت جماعت مرکرہ)

سکندرآباد کی مذہبی کانفرنس میں احمدی مبلغ کی تقریر

سیوا نکیتن سکندرآباد کی جانب سے مورخہ 27 ستمبر بروز اتوار ان کے وسیع ہال میں ساتویں مذہبی کانفرنس کا انعقاد ہوا۔ جس میں سات مختلف مذاہب کے مقررین نے شرکت کی اور Service to the Needy Through Religion کے عنوان پر تقاریر کیں۔

اسلام و احمدیت کی نمائندگی میں خاکسار نے قرآن مجید کی آیات اور دیگر گیتا و اپنیشد کے شلوک سے مذہب کی ضرورت اور توحید باری تعالیٰ کی اہمیت بیان کرتے ہوئے اسلامی رواداری کو بیان کیا اور بلا تفریق مذہب و ملت بنی نوع انسان کی خدمت سے متعلق رحمۃ للعالمین حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ اور پاک تعلیمات کو پیش کیا۔ اسی طرح اس زمانہ میں ظاہر ہونے والے موعود اقوام عالم کی علامات کا بابرکت ظہور اور پاک ارشادات بیان کرکے جماعت احمدیہ کی مذہبی قومی اور ملکی خدمات کا ذکر کیا۔

تقریر کو حاضرین نے بے حد پسند کیا اور سیوا نکیتن کے فاؤنڈر سیکرٹری کے۔ ایم تھابک صاحب نے جماعت احمدیہ کی مذہبی رواداری اور جذبہ خدمت خلق کی کھلے الفاظ میں تعریف کی۔ اس طرح خدا کے فضل سے ڈیڑھ صد سے زائد سنجیدہ افراد تک اسلام و احمدیت کا پیغام پہنچا۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے شیریں ثمرات ظاہر فرمائے۔ آمین

(سلطان احمد ظفر مبلغ انچارج حیدرآباد)

احمدی ڈاکٹر صاحبان متوجہ ہوں

امسال جلسہ سالانہ قادیان کے موقعہ پر جو ڈاکٹر صاحبان اور Para Medical Staff قادیان آکر خدمت کرنے کے خواہشمند ہوں وہ اپنے نام خاکسار کو جلد بھجوا کر ممنون فرمائیں تاکہ Time Table میں ان کا نام درج کیا جا سکے۔

خاکسار۔ ڈاکٹر طارق احمد ناظم طبی امداد جلسہ سالانہ قادیان

امتحان دینی نصاب برائے جماعتہائے احمدیہ بھارت

احباب جماعتہائے احمدیہ بھارت کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال ۱۹۹۲ء کے امتحان دینی نصاب کے لئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف "توضیح مرام" بطور نصاب مقرر کی گئی ہے۔ یہ امتحان مورخہ ۲۹ نومبر ۱۹۹۲ء بروز اتوار ہوگا۔ احباب اس میں کثرت سے شریک ہوں۔ جملہ مبلغین و معلمین و عہدیداران جماعت، احباب جماعت کو اس امتحان کی اہمیت سے روشناس کرائیں۔ اور اس میں شرکت کرنے والوں کے اسماء مع ولدیت سے نظارت ہذا کو مطلع فرمادیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مساعی میں برکت ڈالے آمین۔

نوٹ:- کتاب توضیح مرام نظارت نشر و اشاعت سے دستیاب ہے۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

پروگرام مالی دورہ مکرم ملک محمد مقبول صاحب طاہر انسپکٹر بیت المال آمد برائے صوبہ جموں و کشمیر

جملہ جماعت ہائے احمدیہ جموں و کشمیر کی اطلاع کے لئے تحریر ہے کہ نظارت ہذا کے انسپکٹر مکرم ملک محمد مقبول صاحب طاہر بغرض پڑتال حسابات و وصولی چندہ جات کے سلسلہ میں مورخہ یکم نومبر ۱۹۹۲ء کو دورہ پر روانہ ہو رہے ہیں۔ متعلقہ جماعتوں کے سیکرٹریان مال کو نظارت ہذا کی طرف سے بذریعہ خطوط اطلاع دی جا رہی ہے۔

لہٰذا جملہ عہدیداران جماعت و امراء و مبلغین و معلمین کرام سے مکرم انسپکٹر صاحب موصوف کے ساتھ مخلصانہ تعاون کی درخواست ہے۔

ناظر بیت المال آمد۔ قادیان

قائدین مجالس متوجہ ہوں!

● جملہ قائدین مجالس خدام الاحمدیہ بھارت کی توجہ کے لئے تحریر ہے کہ مجلس خدام الاحمدیہ کا نیا سال یکم نومبر ۹۲ء سے شروع ہو رہا ہے۔ لہٰذا قائدین کرام اپنی اپنی مجلس عاملہ برائے سال ۹۲ء - ۹۳ تشکیل دے کر صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت سے منظوری حاصل کریں۔ جب تک منظوری نہیں مل جاتی سابقہ عہدیداران ہی کام کرتے رہیں گے۔

● اگر کسی مجلس کو لائحہ عمل۔ رپورٹ فارم۔ بجٹ اور تجنید فارم مطلوب ہوں تو وہ دفتر خدام الاحمدیہ سے منگوالیں۔

● جلسہ سالانہ کے پر شعبہ خدمت خلق کے تحت ڈیوٹیاں دینے والے خدام کے اسماء جلد ارسال کریں۔ جزاکم اللہ۔

معتمد مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

اعلانات نکاح

● سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہ شفقت مورخہ ۲ اگست ۹۲ء کو میرے بیٹے عزیزم ڈاکٹر محمود احمد M.D. کا نکاح عزیزہ ڈاکٹر منجو سنہا M.D. بنت ایس۔ پی لالہ صاحب (نومسلمہ) کے ساتھ لندن میں بحق مہر بیس ہزار روپے پڑھا۔ احباب کرام سے رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (اعانت بدر-/50)

(محمد ایوب بٹ درویش۔ قادیان)

● خاکسار کے بڑے بیٹے عزیزم سید تشکیل احمد حال مقیم دہلی کا نکاح عزیزہ سیدہ آصفہ جلیل بنت مکرم سید فضل جلیل صاحب آف کٹک سے مبلغ پندرہ ہزار روپے حق مہر پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان نے مورخہ ۱۸ اکتوبر کو بعد نماز ظہر و عصر مسجد مبارک قادیان میں پڑھایا۔ رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

(سید عقیل احمد جمشید پور)

● میرے بیٹے عزیزم رشید احمد ناصر سکالر قاہرہ یونیورسٹی مصر ولد مکرم فتح محمد صاحب گجراتی

۳

انسانی حقوق اور انسانی سیاست ۔ بقیہ اداریہ ص (۲)

وہ آج کی دنیا کے تمام مسائل حل کرنے کے لئے کافی ہیں۔ جس میں آپ نے بلا لحاظ مذہب و ملت، رنگ و نسل تمام انسانوں کی جان، مال اور عزت کو قابل تکریم قرار دیا۔ جس میں آپ نے عورتوں کے حقوق اور ان کی عزت کو قائم فرمایا ہے۔ جس میں آپ نے دنیا سے سودی نظام کے خاتمے کا اعلان فرمایا ہے۔ اور جس میں آپ نے امانتوں میں خیانت نہ کرنے اور قول سدید کے ساتھ دنیا میں حق و انصاف کے قیام کے تعلق میں ارشادات فرمائے ہیں۔

پس آج کی دنیا، تاریکی و ظلمت میں بھٹکی ہوئی دنیا جو انسانی حقوق اور انسانی سیاست یا انسانی چالوں میں فرق نہیں کر سکتی۔ اگر وہ دنیا میں صحیح طور پر انسانی حقوق کا قیام کرنا چاہتی ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ قرآن اور صاحب قرآن کی مبارک تعلیم اور آپ کے مقدس اسوہ کی طرف رجوع کرے۔ جی ہاں! وہ مقدس نظام اسلام جس کی خدمت کی سعادت آج خلیفہ برحق امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ اور آپ کی مقدس جماعت کو حاصل ہے۔

وباللہ التوفیق۔

(منیر احمد خادم)

درویش مرحوم قادیان کا نکاح عزیزہ مہا دبوس سول انجینئر بنت محترم نبیلہ احمد صاحب ریٹائرڈ جج ہائی کورٹ قاہرہ کے ساتھ ۲۱ اگست بروز جمعہ بعد از نماز عصر حضرت امیر المومنین کی موجودگی میں محترم عطاء المجیب صاحب راشد امام مسجد فضل لندن نے مبلغ 6666 جنیہ حق مہر پر پڑھایا۔ رشتہ کے بابرکت ہونے اور دینی و دنیوی ثمرات حسنہ سے سرفراز ہونے کے لئے درخواست دعا ہے (مختلف مدات میں-/50) (صغیرہ بیگم اہلیہ فتح محمد صاحب گجراتی درویش مرحوم قادیان)

● محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر مقامی نے ۲۲ ستمبر ۱۹۹۲ء کو بعد نماز مغرب مسجد مبارک ہی خاکسار کے برادر نسبتی عزیز محمد اسلم صاحب میر کے نکاح کا عزیزہ محترمہ ریحانہ زرین صاحبہ دختر محترم ماسٹر عبد الحق صاحب بی۔اے۔ (ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان) کے ساتھ پندرہ ہزار روپے حق مہر پر اعلان فرمایا۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے جانبین کے لئے مبارک فرمائے۔ (ملک صلاح الدین مؤلف اصحاب احمد۔ قادیان)

● عزیزہ مسماۃ نصرت جہاں صاحبہ بنت ظہیر احمد صاحب غوری آف امرچینتہ کا نکاح ہمراہ عزیزم شاہد احمد صاحب غوری ابن مکرم محمود احمد صاحب غوری یادگیری۔ سعید آباد۔ حیدر آباد بعوض حق مہر پانچ ہزار ایک سو روپیہ سکہ ہند پر جناب مولوی سلطان احمد صاحب ظفر مبلغ انچارج حیدر آباد نے بتاریخ ۲۵-۹-۹۲ پڑھا۔ اس خوشی کے موقعہ پر جناب ظہیر احمد صاحب غوری نے-/50 اور مکرم شاہد احمد صاحب غوری نے-/100 روپے مختلف مدات میں ادا کئے ہیں۔ رشتہ کے جانبین کے لئے بابرکت ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔ (ایم۔اے۔ستار۔سیکرٹری رشتہ ناطہ حیدر آباد)

● مکرم سید امداد علی صاحب معلم وقف جدید نے نسیمہ اختر صاحبہ دختر مکرم رحمت اللہ صاحب خان مرحوم آف اندورہ کا نکاح مبلغ دس ہزار روپے حق مہر پر مکرم محمد افضل صاحب خانیاری فرزند مکرم بابو محمد یوسف صاحب مرحوم آف جموں کے ساتھ اندورہ میں ۱۰ اگست ۹۲ء کو پڑھا۔ رشتہ کے بابرکت اور مثمر بہ ثمرات حسنہ ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ مبلغ بیس روپے اعانت بدر میں ادا کئے گئے۔ (غلام رسول بیگ خادم مسجد سرینگر)

تقاریب رخصتانہ

● مکرم ایم رشید احمد صاحب آف سوربؔ ابن مکرم ایم۔ نور احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ سورب کی تقریب شادی مکرم عبد المجید شریف صاحب احمدی آف ساگر کی بیٹی عزیزہ امۃ الرقیب صاحبہ کے ساتھ ۹ مئی ۹۲ء کو عمل میں آئی۔ تقریب رخصتانہ میں کثیر تعداد میں احمدی اور غیر احمدی افراد نے شرکت کی۔

● مکرم ایم۔ نور احمد صاحب آف سورب کی بیٹی عزیزہ بی بی عائشہ فرحت صاحبہ کا نکاح مکرم میر انصار الحق صاحب ابن مکرم ایس۔ ایم۔ جعفر صادق صاحب صدر جماعت احمدیہ شیموگہ کے ساتھ مبلغ-/5500 روپے حق مہر پر مکرم مولوی محمد عمر صاحب تیماپوری نے ۱۰ مئی ۹۲ء کو پڑھا۔ نکاح کے بعد تقریب شادی و رخصتانہ عمل میں آئی۔ جانبین نے مبلغ-/50 روپے اعانت بدر میں ادا کرتے ہوئے ہر دو رشتوں کے باعث خیر و برکت و مثمر بہ ثمرات حسنہ ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(مقصود احمد بھٹی مبلغ سلسلہ احمدیہ شیموگہ۔ کرناٹک)

—:o※o:—

مالی سال کی پہلی سہ ماہی گذر گئی۔ احباب جماعت توجہ فرمائیں

صدر انجمن احمدیہ قادیان کے مالی سال کی پہلی سہ ماہی گذر گئی ہے۔ احباب جماعت سے گذارش کی جاتی ہے کہ وہ اپنے بجٹ۔ لازمی چندہ جات حصہ آمد۔ چندہ عام۔ جلسہ سالانہ کا جائزہ لیں کہ آیا انہوں نے جو وعدہ جات لکھوائے تھے اس کے مطابق تدریجاً ادائیگی ہو رہی ہے یا نہیں۔ اگر ہو رہی ہے تو الحمد للہ۔ نہیں ہو رہی ہے تو چندہ دہندگان کو اس کی فکر کرنی چاہیئے۔ جوں جوں ہر ماہ کا بقایا اگلے ماہ کے ساتھ بڑھتا جائے گا تو سال کے آخر پر بعض احباب کے لئے کمشت چندہ کی ادائیگی ناممکن ہو جاتی ہے۔ باقاعدگی کے ساتھ ہر ماہ چندہ ادا کرنے میں بڑی برکات ہیں۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کا احباب جماعت سے ہر ماہ چندہ بھجوانے کا مطالبہ تھا۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"آئے دن صدہا آدمی بیعت کر کے چلے جاتے ہیں لیکن دریافت کرنے پر بہت ہی کم تعداد ایسے اشخاص کی ہے جو متواتر ماہ بماہ چندہ دیتے ہیں۔ جو شخص اپنی حیثیت و توفیق کے مطابق اس سلسلہ کی چند پیسوں سے امداد نہیں کرتا اس سے اور کیا توقع ہو سکتی ہے۔ اور اس سلسلہ کو اس کے وجود سے کیا فائدہ؟ ایک معمولی انسان بھی خواہ کتنی شکستہ حالت کا کیوں نہ ہو جب بازار جاتا ہے تو اپنی قدر کے موافق اپنے لئے اور اپنے بچوں کے لئے کچھ نہ کچھ لاتا ہے تو پھر کیا یہ سلسلہ جو اتنی عظیم الشان اغراض کے لئے اللہ تعالیٰ نے قائم کیا ہے اس لائق بھی نہیں کہ وہ اس کے لئے چند پیسے بھی قربان کر سکے ...... پس تم میں سے ہر ایک کو جو حاضر ہے یا غائب ہے تاکید کرتا ہوں کہ اپنے بھائیوں کو چندہ سے باخبر کرو۔ اور ہر ایک کمزور بھائی کو بھی چندہ میں شامل کرو۔ یہ موقعہ ہاتھ نہیں آئے گا۔ کیسا یہ زمانہ برکت کا ہے کہ کسی سے جانیں مانگی نہیں جاتیں اور یہ زمانہ جانوں کے دینے کا نہیں بلکہ مالوں کے بشرطِ استطاعت خرچ کرنے کا ہے۔" (الحکم ۱۰ جولائی ۱۹۰۳ء)

ناظر بیت المال آمد۔ قادیان

ضروری اعلان

بابت داخلہ انٹرنیشنل جامعہ احمدیہ قادیان

احباب جماعت کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قادیان میں انٹرنیشنل جامعہ احمدیہ کے اجراء کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ جامعہ کی کلاسیں یکم ستمبر ۱۹۹۳ء سے شروع ہوں گی۔

داخلے کی شرائط درج ذیل ہیں:۔

(۱)۔ درخواست دہندہ واقفِ زندگی ہو۔ یا اپنی زندگی وقف کرنے کا خواہشمند ہو۔
(۲)۔ جسمانی و ذہنی طور پر صحت مند ہو۔
(۳)۔ کم از کم میٹرک یا اس کے برابر تعلیم حاصل کی ہو۔
(۴)۔ قرآن کریم ناظرہ جانتا ہو۔
(۵)۔ عمر ۱۷ سال سے زائد نہ ہو۔ استثنائی صورت میں عمر میں چھوٹ دیئے جانے پر غور ہو سکتا ہے۔
(۶)۔ امیر / صدر جماعت مطمئن ہو کہ درخواست دہندہ وقف اور داخلہ کے لئے موزوں ہے۔
(۷)۔ درخواست دہندہ اپنے سندات کی مصدقہ نقول امیر / صدر جماعت کی رپورٹ کے ساتھ مع دو عدد فوٹو گراف پاسپورٹ سائز ۳۱ جولائی تک ارسال کرے۔

ناظر تعلیم قادیان

روایتی زیورات جدید نقش کے ساتھ
شریف جیولرز
پروپرائیٹر:۔
حنیف احمد کامران
حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔
PHONE:- 04524 - 649.

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز!
الرحیم
جیولرز
پروپرائیٹر:۔
سید شوکت علی اینڈ سنز
پتہ:۔ خورشید کلاتھ مارکیٹ۔ حیدری۔
نارتھ ناظم آباد۔ کراچی۔ فون:۔ ۶۲۹۴۴۳

QURESHI ASSOCIATES
MANUFACTURERS -- EXPORTERS - IMPORTERS.
HIGHLY FASHION LADIES MADE-UP.
OF 100% PURE LEATHER, SILK WITH SEQUENCES.
AND SOLID BRASS NOVELTIES/GIFT ITEMS ETC.
MAILING ADDRESS } 4378/4 B MURARI LAL LANE ANSARI ROAD, NEW DELHI-110002 (INDIA)
PHONES:- 011-3263992, 011-3282643.
FAX:- 91-11-3755121 SHELKA NEW DELHI.

بہترین ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور بہترین دعا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہے۔ (ترمذی)
C.K.ALAVI RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM-679339. (KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE.

طالبانِ دعا۔
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
۱۶۔ مینگو لین کلکتہ۔ ۷۰۰۰۰۱

ارشادِ نبوی
زِنْ وَارْجِحْ
(تول اور جھکتا تول)
(منجانب)
یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی

SUPER INTERNATIONAL
PHONES:- OFF:- 6378622 RESI:- 6233389
(PLEASE CONTACT FOR IMPORT AND EXPORT GOODS OF ALL KINDS)
PLOT NO. 6. TARUN BHARAT CO-OP. SOCEITY LTD.
OLD CHAKALA, SAHAR ROAD,
(ANDHERI EAST) BOMBAY - 800099.

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
(پیشکش)
بانی پولیمرز۔ کلکتہ۔ ۷۰۰۰۴۶
فون نمبرز:۔
43-4028-5137-5205
YUBA
QUALITY FOOT WEAR

"ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں۔"
(کشتی نوح)
NIR
Starline
پیش کرتے ہیں:۔
آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ، ہوائی چپل نیز ربر پلاسٹک اور کینوس کے جوتے۔
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD.
CALCUTTA - 700015.